﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک 26/اگست 2005ء | 20/ رجب1426ہجری قمری ❁ 26/ظہور 1384 ہجری شمسی | شمارہ 34

قبولیت دعا کا نشان

حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے میرے لئے یہ دعا کی کہ:

اے اللہ جب بھی سعد تجھ سے دعا کرے اس کی دعا قبول کرنا۔

چنانچہ اس دعا کے نتیجہ میں آپ مستجاب الدعوات مشہور ہوگئے اور آپ کی دعا کی قبولیت کی امید رکھی جاتی تھی اور آپ کی بددعا سے ڈرایا جاتا تھا۔

(مناقب سعد بن ابی وقاص ۔الأصابة زیر سعد بن ابی وقاص)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

مُردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیف الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مُردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زندوں سے دور بھاگتے ہیں۔

مدد خدا تعالیٰ سے ہی مانگی چاہئے۔

’’بات یہ ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنے کے طریق کو ہم نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ضعیف الایمان لوگوں کا کام ہے کہ مُردوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور زندوں سے دور بھاگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں لوگ ان کی نبوت کا انکار کرتے رہے اور جس روز انتقال کر گئے تو کہا کہ آج نبوت ختم ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی مُردوں کے پاس جانے کی ہدایت نہیں فرمائی بلکہ ﴿کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ﴾(التوبۃ: 119) کا حکم دے کر زندوں کی صحبت میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور ہم جو کسی دوست کو یہاں رہنے کے واسطے کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ محض اس کی حالت پر رحم کر کے ہمدردی اور خیر خواہی سے کہتے ہیں۔

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایمان درست نہیں ہوتا جب تک انسان صاحب ایمان کی صحبت میں نہ رہے اور یہ اس لئے کہ چونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں ایک ہی وقت میں ہر قسم کی طبیعت کے موافق حال تقریر ناصح کے منہ سے نہیں نکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آ جاتا ہے کہ اس کی سمجھ اور فہم کے مطابق اس کے مذاق پر گفتگو ہو جاتی ہے جس سے اس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ اور اگر آدمی بار بار نہ آئے اور زیادہ دنوں تک نہ رہے تو ممکن ہے کہ ایک وقت ایسی تقریر ہو جو اس کے مذاق کے موافق نہیں ہے اور اس سے اس میں بددلی پیدا ہو اور وہ حُسنِ ظن کی راہ سے دُور جا پڑے اور ہلاک ہو جاوے۔

غرض قرآن کریم کے منشاء کے موافق تو زندوں ہی کی صحبت میں رہنا ثابت ہوتا ہے۔

اور استعانت کے متعلق یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ اصل استمداد کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے۔ اور اسی پر قرآن کریم نے زور دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾۔(الفاتحہ:5) پہلے صفات الٰہی رَبّ، رَحْمٰن، رَحِیْم، مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْن کا اظہار فرمایا۔ پھر سکھایا ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ یعنی عبادت بھی تیری کرتے ہیں اور استمداد بھی تجھ سے ہی چاہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل حق استمداد کا اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ کسی انسان، حیوان، چرند، پرند غرضیکہ کسی مخلوق کے لئے، نہ آسمان پر نہ زمین پر، یہ حق نہیں ہے۔ مگر ہاں دوسرے درجہ پر ظلّی طور سے یہ حق اہل اللہ اور مردان خدا کو دیا گیا ہے۔ ہم کو نہیں چاہئے کہ کوئی بات اپنی طرف سے بنالیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے اندر اندر رہنا چاہئے۔ اسی کا نام صراط مستقیم ہے۔ اور یہ امر لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے بھی بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ اس کے پہلے حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا محبوب و معبود اور مطلوب اللہ تعالیٰ ہی ہونا چاہئے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ339-340 جدید ایڈیشن)

نظام وصیت میں شمولیت کی خصوصی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر اپنے اختتامی خطاب میں وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہونے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

’’میری یہ خواہش ہے اور مَیں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں، آگے آئیں اور اس ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار نئی وصایا ہو جائیں تا کہ کم از کم پچاس ہزار وصایا تو ایسی ہوں جو ہم کہہ سکیں کہ سو سال میں ہوئیں...... میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں جو چندہ دہند ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد تو ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور روحانیت کو بڑھانے کے اور قربانیوں کے یہ اعلیٰ معیار قائم کرنے والے بن چکے ہوں۔ اور یہ بھی جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی‘‘۔

فرمودات خلفاء

نماز کو وقار اور عمدگی کے ساتھ ادا کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’تنظیم کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ تعلیم دی جائے اور نوجوانوں کو سمجھانا چاہئے کہ نماز بہت ضروری چیز ہے۔ اسے وقار کے ساتھ اور عمدگی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم ابھی ایک رکعت سنتوں کی بھی پوری کر نہیں پاتے کہ وہ نماز ختم کر کے اوپر آنے لگ جاتے ہیں۔ گویا ایک رکعت ختم کرنے سے بھی پہلے وہ دونوں رکعت سنتیں ادا کر لیتے ہیں اور نماز فرض کی جو رکعتیں ان کی باقی ہوتی ہیں وہ بھی پوری کر لیتے ہیں۔ نیچے عام طور پر وہی لوگ ہوتے ہیں جو بعد میں آ کر جماعت میں شامل ہوتے ہیں اور جب تک مَیں آدھی سنتیں ادا کرتا ہوں وہ ساری نماز ختم کر کے اوپر آنا شروع کر دیتے ہیں اور دوسروں کی آدھی نماز ادا کرنے تک وہ سنتیں بھی ادا کر لیتے ہیں اور فرض بھی پورے کر لیتے ہیں صرف اس لئے کہ وہ آگے جگہ حاصل کر سکیں۔ وہ نہ صرف اپنی نماز کو وقار اور عمدگی کے ساتھ ادا نہیں کرتے بلکہ دوسروں کی نماز بھی خراب کرتے ہیں حالانکہ اگر وہ قریب جگہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے انہیں پہلے آنا چاہئے۔ نماز کو ہمیشہ آہستگی اور وقار کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔

اسی طرح ذکر الٰہی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نماز کے بعد 33 دفعہ تسبیح 33 دفعہ تحمید اور 34 دفعہ تکبیر کہنی چاہئے۔ اور جو لوگ نیچے سے اتنی جلدی اوپر چڑھنے لگتے ہیں وہ یہ ذکر بھی نہیں کرتے۔ اور جو لوگ مجلس میں تو آتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے ان کے آنے کا کیا فائدہ؟ کچھ مدت ہوئی ایک خطبہ میں نمازوں کو اچھی طرح ادا کرنے کی طرف مَیں نے توجہ دلائی تھی۔ اس وقت مَیں نے دیکھا کہ وہ آدمی جو کسی گاؤں کے رہنے والے معلوم ہوتے تھے نماز کو بہت اچھی طرح ادا کر رہے تھے۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ گاؤں کے رہنے والے بھی وقار، آہستگی اور عمدگی سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ گاؤں کے لوگ تو سن کر عمل کرنے لگے مگر کس قدر افسوس ہے کہ قادیان کے نوجوان اس طرف توجہ نہیں کرتے اور نماز جلدی جلدی ختم کر کے دوڑتے ہوئے اوپر آنے لگتے ہیں اور کھٹا کھٹ کے شور سے دوسروں کی نماز بھی خراب کرتے ہیں صرف اس لئے کہ مجلس میں اچھی جگہ مل سکے‘‘۔

(مشعل راہ جلد اول صفحہ363-364)

❁❁۔❁❁❁❁❁

اداریہ

مجھ پہ بے حد ہے کرم اے مرے جاناں تیرا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورۂ کینیڈا (2005ء) میں ایک خطبہ جمعہ میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے بے شمار احسانات و برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ’’ہر نعمت کے بعد شکر، ہر شکر کے بعد نعمت‘‘۔

یہ سادہ اور مختصر فقرہ جماعت احمدیہ کی سو سال سے زائد کی تاریخ کا عنوان بن سکتا ہے۔ اسی فضل اور احسان کے موضوع پر حضور نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے بعد بھی ایک روح پرور خطبہ ارشاد فرمایا۔

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضلوں کی منفرد اور نرالی شان کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے ﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ﴾ (ابراہیم:8) اگر تم شکر کرتے رہو گے تو مَیں ضرور اور بھی اضافہ کرتا چلا جاؤں گا۔ حضور کا یہ مذکورہ فقرہ بھی اس قرآنی حقیقت کی ہی نشاندہی اور ترجمانی کرتی ہے۔

قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کی بعثت ثانیہ یا امام مہدی کی آمد ایسی عظیم الشان خبر تھی کہ اولیاء امت اس کے پورا ہونے کی دعائیں کرتے اور اس کے مظہر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے، اس کی تصدیق کرنے، اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے کی شدید تمنا اور خواہش رکھتے تھے۔

یہ پیشگوئیاں سنت اللہ کے مطابق پوری ہوئیں اور ﴿کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ﴾ ایک نرم و نازک سبز کونپل کی طرح پھوٹی۔ حقیقت بین اور چشم بصیرت رکھنے والوں نے اس معمولی سی چھوٹی سی کمزور سی کونپل کو پھوٹتے دیکھا تو خدا تعالیٰ کے شکر کے جذبات سے پُر ہو گئے۔ دن رات اس خوش خبری کو دنیا میں پھیلانے لگے۔ اس شکر پر کتنی برکتیں نازل ہوئیں، کیسی ترقیاں ملیں ؎

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس　　وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

ابتداء میں مہمان خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا رہائشی گھر تھا۔ لنگر خانہ آپ کا ہی باورچی خانہ تھا، لنگر کا منتظم و مہتمم کوئی اور نہیں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ گھر میں جو کچھ پکتا مہمان آنے پر ان کے سامنے رکھ دیا جاتا۔ ان خوش قسمت مہمانوں پر رشک آتا ہے کہ انہوں نے حق و صداقت کی خاطر سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے قادیان پہنچ کر اپنی پیشوائی اور استقبال کے لئے مامور زمانہ کو سامنے موجود پایا۔ وہ غلامِ احمد ان مہمانوں کی شکل میں قرآنی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیانات کی تکمیل کی جھلک دیکھ کر شکر کے جذبات سے اپنے دست مبارک سے مہمانوں کی خدمت کرتے۔ ہر وہ صحابی جسے اس زمانہ میں قادیان جانے کی سعادت حاصل ہوئی وہ دوسری باتوں کے علاوہ یہ ضرور بیان کرتے اور اس پر خوش ہوتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکرام ضیف کی بہترین مثال تھے۔ مہمانوں سے ان کی ضروریات اور عادات کا علم حاصل کرنا۔ ایسی چیزیں جو قادیان میں نہ مل سکتی ہوں وہ امرتسر یا گورداسپور سے منگوا کر مہمان کے سامنے پیش کرنا۔ مہمانوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنے کی تاکید کرنا...... اس شکر پر نعمتوں کے جو باب وا ہوئے آج ان کی فہرست مرتب کرنا بھی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ؎

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم　　جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے احباب کو اپنے دست مبارک سے خط لکھتے تھے۔ جب تعداد زیادہ ہو گئی تو بعض مہمان بھی اس کام میں آپ کا ہاتھ بٹانے لگے۔ تاہم کام بڑھتا چلا گیا اور ضروری معلوم ہوا کہ اعلانات و اشتہارات طبع کروا کے عام تقسیم کئے جائیں۔ حضور اپنی کتب و اشتہارات کے مسودات اپنے دست مبارک سے لکھتے۔ اس مقصد کے لئے حوالے بھی خود ہی تلاش کرتے۔ اس زمانے میں قادیان میں کوئی کاتب یا مطبع نہ تھا۔ کتابت امرتسر میں ہوتی، پروف واپس قادیان آتے۔ حضور خود ہی پروف لے کر آتے۔ انہیں دیکھتے، تصحیح کرتے۔ اس کام کا تجربہ رکھنے والے ہی یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ کتنا مشکل کام ہوتا ہے کیونکہ ضروری نہیں ہے کہ کاتب مسودات پر لگے ہوئے نشانات کے مطابق پوری طرح تصحیح کرتے ہوئے کوئی اور غلطی نہ کرے۔ لہذا تصحیح کے بعد بھی اس کی چیکنگ لازمی ہوتی ہے۔ پھر اس زمانہ کے پریس میں کاتب کے لکھے ہوئے بعض الفاظ یا تو بالکل نہیں چھپتے تھے یا اتنے مدھم چھپتے تھے کہ ان کو ’مشین مین‘ کی مدد سے دوبارہ درست کروانا پڑتا تھا۔ ’مشین مین‘ کا کام اپنی جگہ بڑی مہارت و مشق کا تقاضا کرتا تھا کیونکہ اسے الٹا لکھنا پڑتا تھا تا کہ نقش صحیح اور سیدھا آئے۔ غرضیکہ یہ ایسی مصروفیت تھی کہ اس پر بہت زیادہ وقت خرچ ہو جاتا تھا خاص طور پر جبکہ یہ کام قادیان میں نہیں ہوتے تھے اور پھر اس زمانہ میں آمد و رفت کے ذرائع بہت محدود اور سست رفتار ہونے کی وجہ سے بھی وقت بہت زیادہ لگتا ہوگا۔ حضور نے یہ سارے کام کس شکر گزاری کے جذبے کے تحت کئے ہوں گے کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش شروع ہو گئی اور طباعت کی آسانیاں پیدا ہونی شروع ہو گئیں۔ اور آج کل تو پلک جھپکتے میں پیغام ساری دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کسی مسئلہ کی وضاحت یا کسی حوالہ کی ضرورت کا اپنے خطبہ یا درس میں ذکر فرماتے ہیں اور اس خطبہ اور درس کے ختم ہونے سے قبل پاکستان بلکہ دنیا بھر سے پیغامات وصول ہو چکے ہوتے ہیں۔ کسی نئی مالی تحریک پر اس خطبہ کے ختم ہونے سے پہلے مخلصین لبیک کہتے ہوئے اپنے وعدے بھیج چکے ہوتے ہیں بلکہ اگر کسی تحریک کو عالمی سطح پر پھیلا کر نہ کیا جائے تو قربانی کے ہر میدان میں مسابقت کی روح سے سرشار عشاق یہ درخواست بھی کر چکے ہوتے ہیں کہ ہمیں ثواب کے اس موقع سے محروم نہ کیا جائے اور ہمیں بھی نیکی کے اس کام میں شرکت کی اجازت دی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تو یہ حال تھا کہ مہمانوں کی سہولت کے لئے ایک کنواں تیار کروانے کی ضرورت پیش آئی۔ اس مقصد کے لئے قریباً تین صد روپے کی ضرورت تھی۔ حضور کو اس معمولی رقم کے لئے الگ تحریک کرنی پڑی اور اس طرح کنواں تیار ہوا۔ یہ تو بالکل ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے رسالہ ’تشحیذ الاذہان‘ کے لئے بڑی پرزور تحریک فرمائی اور چندہ بمشکل چند روپے جمع ہو سکا۔ خلافت ثانیہ میں ہی جب لاؤڈ سپیکر شروع ہوا اور حضرت مصلح موعودؓ کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے جماعت کو اس کی افادیت و ضرورت پر آگاہ کرنے کے بعد الگ سے اس مقصد کے لئے چندے کی تحریک کی جبکہ یہ بھی کوئی بہت بڑا خرچ نہیں تھا۔ پھر لاؤڈ سپیکر لگ جانے کے بعد حضور نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ وقت بھی آ سکتا ہے جب ایک آدمی کسی ایک جگہ بیٹھے ہوئے ساری دنیا کو قرآن مجید پڑھا سکے گا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آج MTA کے ذریعہ یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ اور شکر کے نتیجہ میں کامیابیوں اور فتوحات کے نئے نئے افق ظاہر ہوتے چلے جا رہے ہیں ؎

اگر ہر بال ہو جائے سخن ور　　تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

(عبدالباسط شاہد)

کونسا دل ہے جو شرمندۂ احسان نہ ہو

(منظوم کلام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

کونسا دل ہے جو شرمندۂ احسان نہ ہو　　کونسی رُوح ہے جو خائف و ترسان نہ ہو

میرے ہاتھوں سے جدا یار کا دامان نہ ہو　　میری آنکھوں سے وہ اوجھل کبھی اک آن نہ ہو

مُضغۂ گوشت ہے وہ دل میں جو ایمان نہ ہو　　خاک سی خاک ہے وہ جسم میں گر جان نہ ہو

اپنی حالت پہ یُونہی خرّم و شادان نہ ہو　　یہ سکوں پیش رَوِ آمدِ طوفان نہ ہو

مبتلائے غم و آلام پہ خندان نہ ہو　　یہ کہیں تیری تباہی کا ہی سامان نہ ہو

اپنے اعمال پہ غرّہ اَرے نادان نہ ہو　　تُو بھلا چیز ہے کیا اُس کا جو احسان نہ ہو

نہ ٹلیں گے نہ ٹلیں گے نہ ٹلیں گے ہم بھی　　جب تلک سر بدع و کُفر کا میدان نہ ہو

رنگ بھی روپ بھی ہو حُسن بھی ہو لیکن پھر　　فائدہ کیا ہے اگر سیرتِ انسان نہ ہو

نہ سہی جُود پہ وہ کام تو کر تُو جس میں　　غیر کا نفع ہو تیرا کوئی نقصان نہ ہو

عشق کا دعویٰ کیا ہے تو عشق کے آثار دکھا　　دعویٰ باطل ہے وہ جس دعویٰ پہ بُرہان نہ ہو

مرحبا! وحشتِ دل تیرے سبب سے یہ سُنا　　مَیں ترے پاس ہوں سرگشتہ و حیران نہ ہو

بادہ نوشی میں کوئی لطف نہیں ہے جبتک　　صحبتِ یار نہ ہو مجلسِ رندان نہ ہو

بُلبُلِ زار تو مر جائے تڑپ کر فوراً　　گر گُلِ تازہ نہ ہو بُوئے گلستان نہ ہو

تیری خدمت میں یہ ہے عرض بصد عجز و نیاز　　قبضۂ غیر میں اے جاں مِری جان نہ ہو

تُو ہے مقبول الٰہی بھی تو یہ بات نہ بھول　　سامنے تیرے کوئی موسیٰ ؑ عمران نہ ہو

ابنِ آدم ہے نہ کچھ اور تجھے خیال رہے　　حدِّ نسیان سے بڑھ کر کہیں عصیان نہ ہو

تجھ میں ہمت ہے تو کچھ کر کے دکھا دُنیا کو　　اپنے اَجداد کے اعمال پہ نازان نہ ہو

اپنے ہاتھوں سے ہی خود اپنی عمارت نہ گِرا　　مُخربِ دین نہ بن دُشمنِ ایمان نہ ہو

جُود و احسانِ شہنشہ پہ نظر رکھ اپنی　　جَورِ اغیار پہ افسردہ و نالان نہ ہو

اپنے اوقات کو اے نفسِ حریص و طامع　　شکرِ منّت میں لگا طالبِ احسان نہ ہو

آگ ہو گی تو دُھواں اس سے اُٹھے گا محمودؔ　　غیر ممکن ہے کہ ہو عشق پہ اعلان نہ ہو

(کلام محمود)

تقریر بر موقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2005ء

غانا میں جماعت احمدیہ کا قیام اور ترقیات

(عبدالغفار - مبلغ سلسلہ برطانیہ)

ہمارے دل خدا تعالیٰ کی حمد وثنا سے لبریز ہیں اور زبان اس کی تحمید سے تر ہے کہ اس نے ہمیں احمدیت کے نور سے منور کیا۔احمدیت کی روشنی کا مبارک آغاز ہندوستان کی ایک دور افتادہ اور گمنام مگر مبارک بستی قادیان دارالامان سے ہوا۔اس روشنی کو ساری دنیا میں پھیلنا تھا اس لئے خدا نے اپنے مسیحؑ کو نوید سنائی کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘یعنی یہ میرا کام ہے کہ آسمان سے ایسے ذرائع فراہم کروں کہ تیرا پیغام تیرے گرد ونواح ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا تک پہنچے اور دنیا کا گوشہ گوشہ اس نور سے منور ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس خوشخبری کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا﴿ینصرک رجالٌ نوحی الیھم من السماء﴾ ہم خود دلوں پر الہام کریں گے ہم تم کو ایسے افراد عطا کریں گے جن کے دلوں میں ہم خود صداقت کی شمع روشن کریں گے۔

حضرات! خدا کے فرشتے امام مہدیؑ کی سچائی کا پیغام لے کر دنیا بھر میں پہنچے۔کیا امریکہ اور کیا یورپ اور کیا ایشیا اور کیا افریقہ غرضیکہ ہر مقام پر ان فرشتوں کی افواج اتریں اور پیغام رسانی کا حق ادا کیا۔غانا ان دنوں میں Gold Coast کہلاتا تھا۔گو کہ یہاں احمدیت کا آغاز 1921ء میں ہوا لیکن خدا کے یہ فرشتے احمدیت کا یہ نورانی پیغام اندر ہی اندر 1920ء میں ہی پہنچا چکے تھے۔اس اجمال کی تفصیل بڑی ہی ایمان افروز اور روح پرور ہے۔

ہمارے غانا کے ایک قصبہ Ekrawfu کے ایک مسلمان جن کا نام یوسف Nyarko تھا۔جبکہ وہ اپنے ایک عزیز کے ہاں Mankissim میں گئے ہوئے تھے نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک سفید فام آدمی کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں۔انہوں نے اپنی خواب کا ذکر مسٹر عبدالرحمٰن Pedro سے کیا جو کہ نائیجیریا سے تعلق رکھنے والے مسلمان تھے اور ان دنوں وہ Salt Pond میں مقیم تھے۔عبدالرحمٰن Pedro نے یوسف نیانکو کو بتایا کہ اس نے ایک مسلمان مشن کے متعلق پڑھا ہے جس کا مرکز ہندوستان میں ہے۔یوسف نیانکو نے اپنے خواب کی اطلاع محترم چیف مہدی کو بھی کر دی جو فانٹی علاقے کے مسلمانوں کے چیف تھے۔چیف مہدی نے Ekrawfu اور Mankissim کے اردگرد کے مسلمانوں کو اطلاع بھجوائی کہ Mankaissim میں ایک Meeting کی جائے جس میں مسٹر یوسف نیانکو کی خواب کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کیا جائے۔گویا ان لوگوں کو کامل یقین تھا کہ خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص اشارہ ہے۔اس میں ضرور راہنمائی کا ہی پیغام ہے۔اس لئے وہ اس خواب کو بہت اہمیت دے رہے تھے۔

جب اس علاقے کے فینٹی (Fanti) مسلمان Mankissim میں جمع ہوئے تو انہوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ احمدیت کے مرکز قادیان میں ایک خط لکھا جائے جس میں ان سے ایک مبلغ بھجوانے کا مطالبہ کیا جائے۔چنانچہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں لکھا کہ وہ اپنا مبلغ بھجوائیں جو یہاں آکر احمدیت کی شاخ کھولے۔یاد رہے کہ یہ غانا کے مسلمانوں کا مرکز احمدیت سے پہلا رابطہ تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر کو ھدایت فرمائی جبکہ وہ ان دنوں لنڈن میں تھے کہ وہ غانا جائیں۔تعمیل ارشاد میں مولانا نیر صاحب 9؍فروری 1921ء کو لنڈن سے بذریعہ بحری جہاز مغربی افریقہ کے لئے روانہ ہوئے۔28 فروری کو آپ کا جہاز Salt Pond پہنچا تو ساحلِ سمندر پر آپ کا استقبال کرنے کے لئے مکرم عبدالرحمٰن پیڈرو صاحب موجود تھے۔فینٹی قوم میں مسلمانوں کی تعداد 5 ہزار کے لگ بھگ تھی جس کی اکثریت Salt Pond کے قرب وجوار میں رہتی تھی۔ان سب مسلمانوں کے لیڈر چیف مہدی آپا جن کا قیام اکرافو نامی گاؤں میں تھا جو سالٹ پانڈ سے قریباً 25 میل کے فاصلہ پر تھا۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے اپنی پہلی رپورٹ میں لکھا کہ مسلمانوں کے امیر چیف مہدی آپا سے ابھی ملاقات نہیں ہوئی کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ امیر مہدی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا غلام کر دے۔اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کی تکمیل کا سامان فرمایا۔چیف مہدی نے مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کو بلا بھیجا اور ۱۱؍مارچ 1921ء کو اکرافو میں جلسہ عام کرنے کا پروگرام بنایا۔اس جلسہ میں موجود حاضر افراد کی تعداد پانچ سو تھی۔اس مجمع میں کھڑے ہو کر چیف مہدی آپا صاحب نے آپ کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ قریباً 45 سال پہلے میں نے اسلام قبول کیا تھا۔لیگوس کے مسلمانوں کے ذریعہ ہمیں کچھ اسلامی تعلیمات کا علم ہوا۔مجھے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتی کہ میرے بعد یہ مسلمان کہیں دوبارہ عیسائی نہ ہو جائیں مگر خدا کا شکر ہے کہ آپ میری زندگی میں ہی آگئے۔اب یہ مسلمان آپ کے سپرد ہیں۔

چنانچہ 18 مارچ 1921ء کو دوسرا جلسہ اکرافو میں کیا گیا۔اس میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ نے فینٹی مسلمانوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی دعوت دی۔اور مندرجہ ذیل ہدایات تجویز فرمائیں کہ:

۱۔چہروں پر داغنے کے رواج کو تمام فینٹی مسلمان ترک کر دیں۔

۲۔آئندہ فینٹی مسلمان لڑکوں کا ختنہ کریں۔

۳۔عورتیں اپنی چھاتیوں کو ننگا نہ رکھیں۔

۴۔آپس میں السلام علیکم کو رواج دیں۔

۵۔ایک ہزار پونڈ جمع کر کے سالٹ پانڈ میں دارالتبلیغ بنائیں۔

۶۔اور مرکزی مشن کی امداد کے لئے ماہوار چندہ کی ادائیگی کا نظام قائم کریں۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر کی ہدایات اور احمدیت کو قبول کرنے کی دعوت کے جواب میں محترم چیف مہدی آپا نے کہا ہم مشورہ کر کے آپ کو جواب دیں گے۔اگلی صبح آپ نے یہ خوشکن فیصلہ سنایا کہ ہم سب لوگ اپنی جماعتوں سمیت احمدیت میں داخل ہوتے ہیں۔ان تمام ہدایات کی تعمیل کرتے ہیں اور حسب ارشاد چندہ جمع کرتے ہیں۔ان مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ چار ہزار تھا۔اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت اقدس میں چار ہزار افراد کے قبول احمدیت کی خوشخبری ارسال کی گئی۔

یہ دن حضور انور کے لئے بے حد خوشی اور مسرت کا دن تھا۔الحمد للہ رب العالمین۔حضور پرنور نے اخبار الفضل کے ذریعہ یہ خوشخبری تمام احباب جماعت کو پہنچائی۔یہ ایسی عظیم الشان کامیابی تھی کہ ہر احمدی خوشی سے جھوم اٹھا۔یہ خوشخبری جب غیر از جماعت تک پہنچی تو انہوں نے بھی اس پر دلی مسرت کا اظہار کیا۔

اس موقع پر ایک غیر احمدی معزز شخصیت خواجہ حسن نظامی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھا کہ ’’مجھ کو اشتہار پڑھ کر کمال درجہ مسرت ہوئی ہے اور بے اختیار زبان سے الحمد للہ نکلا،افریقہ میں عیسائیت کے مقابلہ میں مرزائیت کی فتح ہر مسلمان کو اچھی معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ وہ حاصل مقصد کو سمجھتے ہوں‘‘۔خواجہ حسن مزید کہتے ہیں کہ ’’مَیں آپ کے اس عقیدہ کا اب تک دل سے مخالف ہوں مگر امریکہ،یورپ اور افریقہ میں آپ کے آدمیوں کے ذریعے جو کچھ کام ہو رہا ہے اس کا اعتراف کرنا اور اس کے نتائج سے مسرور ہونا لازمی سمجھتا ہوں۔اللہ جلّ شانہٗ اپنے دین کا اس سے زیادہ بول بالا کرے۔‘‘

(بحوالہ الفضل 21مارچ1921ء)

والفضل ما شھدت بہ الاعداء (فضیلت تو وہی ہے دشمن جس کی گواہی دے)

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کے ہاتھوں غانا میں احمدیت کا پودا لگا۔اور پھر اس کی آبیاری کے لئے حضرت مولانا حکیم فضل الرحمان صاحب مولانا نذیر احمد صاحب علی رضی اللہ عنہ اور مولانا نذیر احمد صاحب مبشر رحمہ اللہ سمیت کئی مبلغین ہزاروں میل دور غانا پہنچے۔میلوں میل پیدل سفر کرتے بڑی حکمت اور نیک عملی نمونہ سے تبلیغ کرتے۔ان دنوں Mission کی مالی حالت کمزور تھی۔جو بھی روکھا سوکھا ملتا کھا لیتے اور اپنا گذارہ کرتے۔بہرحال ان کے سروں پر ایک ہی دھن سوار تھی اور ان کی زندگی کا ایک ہی مقصدِ عظیم،ایک ہی مطمح نظر اور ایک ہی عزم تھا جو ان کی ہمتوں اور ارادوں کو جوان رکھے ہوئے تھا کہ

پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

مولانا نذیر احمد صاحب مبشر گیارہ سال غانا میں رہے اور ایسے حالات میں اپنے وطن واپس لوٹے کہ داڑھی اور سر کے بال سفید ہو رہے تھے۔ان ابتدائی مبلغین کی قربانیاں اور انتھک محنت ہی تھی کہ جلد جلد احمدیت کامیابیوں کے جھنڈے گاڑنے لگی۔اور کیا مسلمان اور کیا عیسائی احمدیت کی طرف متوجہ ہونا شروع ہوئے۔بالآخر غانا میں احمدیت کی یہ تیز رفتار ترقی عیسائیوں کی نظروں میں چبھنے لگی۔وہ اسے برملا عیسائیت کے خلاف منڈلاتا ہوا خطرہ قرار دینے لگے۔

الغرض 1956ء میں غانا کے ایک عیسائی Mr.S.J.Williamso نے ایک کتاب لکھی جس کا عنوان تھا۔’’Christ or Muhamma‘‘ اس عیسائی نے اس کتاب کے تعارفی نوٹ میں لکھا کہ اشانٹی اور گولڈ کوسٹ کے جنوبی حصوں میں عیسائیت آج کل ترقی کر رہی ہے۔لیکن جنوب کے بعض حصوں میں خصوصاً ساحل سمندر کے ساتھ جماعت احمدیہ کو عظیم فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔اور یہ خوشکن توقع کہ گولڈ کوسٹ جلد عیسائی بن جائے گا اب معرض خطر میں ہے اور یہ خطرہ ہمارے خیال کی وسعتوں سے کہیں زیادہ ہے۔

ابتدائی احمدیوں کی بے لوث قربانیوں کی داستان تو بڑی طویل ہے۔قصبہ وا (wa) میں ایک عالم جن کا نام صالح تھا جب احمدی ہوئے تو وہ ایک چلتے پھرتے مبلغ بن گئے۔آپ اور دیگر احمدیوں کو شدید مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔حتی کہ ان پر کفر کے فتوے بھی لگے۔قاتلانہ حملے بھی ہوئے۔آخر کار شہر بدر کیا گیا۔الغرض احمدیوں کے خلاف اتنی شدید طوفانی لہر اٹھی کہ فوج کو بھی مداخلت کرنا پڑی۔لیکن خدا تعالیٰ کی عجیب قدرت دیکھیں! کہ اس سارے علاقے یعنی وا (wa) سمیت پورے ریجن کا وزیر ایک احمدی مقرر ہوا۔الحمد للہ علیٰ ذلک۔

آج خدا کے فضل سے احمدی بڑی جرأت اور بہادری کے ساتھ سرعام احمدیت کا اظہار کر رہے ہیں اور ان کے مقابل کسی مخالف کو دم مارنے کی مجال نہیں۔

آج سے قریباً پچاس سال پہلے کی بات ہے کہ 1952ء میں دو بچے جن کی عمریں اس وقت 13-14 سال تھیں۔ہزاروں میل کا سفر طے کر کے ربوہ پہنچے۔یہ خوش نصیب مکرم بشیر بن صالح اور مکرم عبد الوہاب بن آدم تھے۔

محترم بشیر بن صالح صاحب تو بیماری کی وجہ سے واپس چلے گئے لیکن مکرم عبد الوہاب بن آدم صاحب اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1960ء میں غانا واپس لوٹے۔خدا کے فضل سے آپ نے غانا کے پہلے مبلغ بننے کا اعزاز پایا اور اس عظیم الشان سعادت کے وارث ٹھہرے۔آپ خدا کے فضل سے گذشتہ 31 سالوں سے امیر جماعت احمدیہ غانا کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔الحمد للہ

غانا کے مرکزی اور لوکل مبلغین خدا کے فضل سے دنیا کے بہت سے ممالک میں خدمات کی توفیق پا رہے ہیں مثلاً گیانا۔ٹرینیڈاڈ۔زیمبیا۔فجی وغیرہ۔وقفِ زندگی بھی جانی قربانی کی ایک صورت ہے۔اگر اس سے مراد شہادت ہی لی جائے تو اس کی بھی مثالیں موجود ہیں۔مکرم محمد احمد مینسہ صاحب کی دینی اجتماع پر ایک حادثہ میں شہادت اور حال ہی میں زیمبیا میں ایک حادثہ میں غانین مبلغ اور ان کی اہلیہ اور ایک بچے کی شہادت اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ شجر احمدیت کی آبیاری میں غانین مبلغین کا بھی خون شامل ہے۔اللہ ان کی قربانیوں کا اجر ہمیشہ جاری رکھے۔

اسی طرح مالی قربانیوں کے میدان میں بھی کئی مثالیں قابلِ ذکر ہیں۔مکرم الحاج ابوبکر Anderson نے Mankissim میں اپنی ایک وسیع وعریض جگہ

احمدیہ ہومیو پیتھک کلینک کے لئے وقف کی۔اسی طرح الحاج ابراہیم بی۔اے۔Bonsu نے اپنی وسیع زمین جس کی چار دیواری مکمل ہو چکی تھی موصیان کے مقبرہ کے لئے پیش کردی۔فجز اھم اللہ احسن الجزاء

ڈاکٹر محمد یوسف Edusei نے اپنی جگہ پر تبلیغی اور تربیتی سنٹرز تعمیر کروائے اور انہیں جماعت کے لئے وقف کر دیا۔ایک مخلص احمدی عورت نے اپنے خرچ پر 60 ملین سیڈی مالیت سے ایک مسجد تعمیر کروائی۔کوئی مرکز کی تحریک ہو یا مقامی طور پر کسی چندہ کی تحریک ، جماعت کے افراد بڑے جوش وجذبہ سے اس میں حصہ لیتے ہیں اور اسے اپنے پر خدا کا احسان اور فضل سمجھتے ہیں۔

تاریخ احمدیہ غانا بے شمار ایمان افروز واقعات سے بھری پڑی ہے۔ان میں سے چند ایک عرض کرتا ہوں۔

مثلاً ایک دفعہ مولانا نذیر احمد مبشر نے Agona Circuit کے علاقے میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اس کے ظہور کی علامات پر لیکچر دیا۔اس علاقے میں شدید مخالفت تھی۔آپ تو لیکچر دے کر آ گئے مگر غیر احمدیوں نے گلیوں میں ناچنا اور گانا شروع کر دیا کہ مہدی ظاہر نہیں ہوا کیونکہ زلزلہ نہیں آیا۔آپ نے علاقے میں تین مقامات پر جلسہ منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔دو مقامات پر جلسے کر کے آپ نے بڑا واضح اعلان کیا کہ اگر تم زلزلہ کے خواہشمند ہو تو اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے ضرور زلزلہ بھیجے گا۔جس رات آپ پروگرام کے مطابق تیسرے جلسہ کے لئے ایک مقررہ جگہ پہنچے تو اس رات اس علاقے میں شدید زلزلہ آیا۔سارا علاقہ زلزلے سے لرز اٹھا` یہاں سے ''اکراہ'' 20 میل کے فاصلہ پر تھا۔وہاں بھی بعض عمارتوں کو نقصان پہنچا۔بہر حال اس رات زلزلہ کے خوف سے لوگ گھروں سے باہر سوئے۔یہ ایک عظیم نشان تھا۔غیر احمدیوں اور عیسائیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ امام مہدی آ گیا ہے کیونکہ زلزلہ آ گیا ہے۔اس نشان کے ظاہر ہونے پر اس علاقہ میں ایک مہینے کے اندر اندر 180 افراد نے بیعت کی۔

جماعت احمدیہ غانا نے شہر Techiman میں احمدیہ مسلم ہسپتال کھولنے کا پروگرام بنایا۔مرکز سے اس سلسلہ میں مکرم ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب گھانا تشریف لا چکے تھے۔اس ہسپتال کے رسمی افتتاح سے قبل شدید مشکلات پیش آئیں۔علاقہ کے عیسائی میڈیکل افیسر نے محکمہ صحت کو اپنی رپورٹ میں لکھا کہ Techiman میں پہلے سے دو ہسپتال موجود ہیں اس لیے اس احمدیہ ہسپتال کی اجازت نہ دی جائے۔الٰہی تصرف سے چند دنوں بعد وہاں کے ایک ہسپتال کا ڈاکٹر فوت ہو گیا۔پھر کچھ دنوں بعد جبکہ دوسرے ہسپتال کا ڈاکٹر خود بیمار تھا وہاں ایک ایمرجنسی کیس آ گیا جس میں Operation کی ضرورت پڑی۔اس لئے ہسپتال کے ملازمین رات کو ہمارے ڈاکٹر صاحب کے پاس آئے کہ وہاں جا کر اس مریض کا Operation کروائیں چنانچہ ڈاکٹر بشیر صاحب نے اس مریض کا Operation کیا اور وہ خدا کے فضل سے صحتمند ہو گیا۔اس طرح تائید غیبی سے محکمہ صحت پر احمدیہ ہسپتال کے قیام کی ضرورت آشکار ہوئی اور انہوں نے بخوشی جماعت کو اپنا ہسپتال کھولنے کی اجازت دی۔

چند سال پہلے جب ہمارے داعیان الی اللہ Tampeu نامی قصبہ میں تبلیغ کے لئے گئے جو کہ صوبہ northern میں ہے۔وہ وہاں کے چیف امام سے ملے۔چیف امام نے انہیں جامع امام کے پاس جانے کو کہا جو کہ مذہبی انتظامی سربراہ ہے۔جب ہمارے داعیان جامع امام کے پاس گئے اور اپنا مدعا بیان کر کے تبلیغ کی اجازت چاہی تو اس نے داعیان کو نہ صرف تبلیغ کی اجازت نہ دی بلکہ ان کو گالیاں دیتے ہوئے ان کی توہین کی۔جب ہمارے داعیان واپس جا رہے تھے تو جامع امام نے کہا کہ تم راستے میں اپنی ہی گاڑی کے حادثے میں مرو گے۔اس پر ایک داعی الی اللہ نے جواب دیا کہ اگر تو امام مہدی جھوٹے ہیں تو تمہاری لعنت ہم پر پڑ سکتی ہے۔لیکن جیسا کہ آپؑ سچے ہیں تو یہ لعنت تم پر ہی لوٹے گی۔اس پر ہمارے داعیان ریجنل سنٹر Tamale میں واپس آ گئے۔چند دن کے بعد چیف امام کی طرف سے پیغام بر آیا کہ آ کر ہمیں تبلیغ کریں۔جب داعیان نے اس اچانک تبدیلی کی وجہ پوچھی تو انہیں بتایا گیا کہ جامع امام اچانک غائب ہو گیا ہے اس کی بیویوں نے کہا کہ پہلے بھی وہ ہمیں بتا کر سفر میں نہیں جاتا اس لئے شاید سفر پر گیا ہو۔دو دن بعد اس کے پرائیویٹ کمرے سے بدبو اور مکھیاں باہر آنی شروع ہوئیں تو لوگوں نے دروازہ توڑ کر اندر دیکھا تو وہ امام اندر مرا پڑا تھا۔اس کا جسم خراب اور بدبودار ہو چکا تھا حتی کہ اہل قصبہ نے اس صورت حال میں اسے بغیر غسل، کفن اور جنازے کے دفن کر دیا۔اس سے ہمیں احساس ہوا ہے کہ اس امام کی جماعت کے خلاف بدزبانی کی سزا اس کو ملی ہے۔اللہ تعالیٰ نے کیا خوب وعدہ فرمایا تھا کہ اِنِّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَا اِھَانَتَکَ اے مسیح موعود جو بھی تیری اہانت وذلت کا ارادہ کرے گا میں اسے ذلیل ورسوا کروں گا۔یہی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار ونزار

جماعت احمدیہ غانا ملک کی تعلیمی حالت بہتر بنانے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے۔خدا کے فضل اور جماعت کے اخلاص کی بدولت جماعت کے غانا میں 65 بچوں کے سکول ہیں اور 124 پرائمری اسکول اور 4 جونیئر سیکنڈری اسکول اور 60 سینئر سیکنڈری اسکول کام کر رہے ہیں۔الحمد للہ۔علاوہ ازیں 2 ٹریننگ کالجز ہیں۔ایک ٹیچر ٹریننگ کالج اور دوسرا مشنری ٹریننگ کالج بھی جسے ''جامعہ احمدیہ غانا'' بھی کہا جاتا ہے۔یہاں غانا سمیت Ivory coast اور لائبیریا اور سیرالیون، گنی بساؤ۔برکینا فاسو اور گیمبیا کے طلباء زیر تعلیم ہیں۔

جامعہ احمدیہ غانا میں یکم مارچ 2005ء سے مدرسۃ الحفظ کے آغاز سے اس ادارہ کو چار چاند لگ گئے ہیں۔اب یہاں انشاء اللہ مبلغین کے علاوہ قرآن کریم کے نور سے منور ''حفاظ کرام'' تیار ہوا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے نصرت جہاں اسکیم کو جاری فرمایا۔اس اسکیم کے تحت غانا میں نہ صرف اسکول کھولے گئے بلکہ غریب عوام کی سہولت کی خاطر دور دراز مقامات پر بھی ہسپتال کھولے۔آج یہاں خدا کے فضل سے جماعت کے 6 ہسپتال اور 4 ہومیو پیتھک کلینک کام کر رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خصوصی توجہ سے غانا میں ''طاہر ہومیو پیتھک کلینک'' ایک بہت بڑے ادارے کی صورت اختیار کر چکا ہے جس میں بہت سی مشینیں بھی کام کر رہی ہیں جن کی مدد سے مقامی طور پر plastic کی مختلف size کی شیشیاں اور گلوبلز اور بائیوکیمک ادویات تیار کی جاتی ہیں اور اس طرح افریقہ بھر کے Missions کی ضرورت پوری کی جا رہی ہے۔الحمد للہ

غانا میں علاوہ ازیں ایک ووکیشنل سکول بھی ہے۔نیز تبلیغی اور تربیتی سینٹرز بھی قائم ہیں۔جہاں نومبائعین اور خصوصاً احمدی ہونے والے آئمہ کے لئے دو ہفتے یا چھ ماہ کے تربیتی کورسز کرائے جاتے ہیں۔

1977ء میں جماعت احمدیہ غانا تاریخ کے ایک ایسے حسین دور میں داخل ہوئی جس پر ہم اور ہماری نسلیں فخر کریں گی۔اے ملک غانا! اے جماعت احمدیہ غانا! ہاں تم کتنے خوش قسمت ہو تم کیسے خوش بخت ہو کہ تم میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفسِ نفیس قریباً 8 سال قیام پذیر رہے۔آج تک کسی بھی خلیفۃ المسیح کا خلافت سے قبل ہندوستان یا پاکستان سے باہر اتنا لمبا عرصہ کہیں قیام نہیں ہوا۔اس سعادت پر اے ملکِ غانا اور اے جماعت احمدیہ غانا تو جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔

حضور پر نور ایدہ اللہ اگست 1977ء تا اگست 1978ء دو سال تک ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری اسکول ''سلاگا'' میں ہیڈ ماسٹر رہے اور پھر ٹی۔آئی سیکنڈری اسکول Essarkyir میں تین سال اور پانچ ماہ تک ہیڈ ماسٹر رہے اور قریباً ایک سال تک آپ Tamale کے قریب جماعت کے زرعی فارم کی نگرانی فرماتے رہے۔

جماعت احمدیہ غانا اس خوش بختی اور خوش نصیبی پر خدا کے حضور شکر گذار اور خوش ہے۔

حضرات! خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ غانا اپنے پیروں پر کھڑی ہے۔پچھلے سال جب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے غانا یعنی اپنے دوسرے وطن کا دورہ فرمایا تو جماعت احمدیہ نے حضور پر نور کا بڑا والہانہ اور شاندار استقبال کیا۔صدر مملکت غانا اور نائب صدر نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

غانا کے صدر مملکت His Excellency J.A.Kaufur نے اپنی نیک خواہشات کا اظہار حضور پر نور کی آمد پر کچھ یوں کیا۔انہوں نے کہا کہ ''میں تو آپ کو غانین ہی شمار کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ غانا کو دن بدن تیزی سے ترقی دیتا رہے''۔

اللہ کرے سارا غانا احمدیت کے نور سے منور ہو جائے تا یہ وہ پہلا خوش قسمت ملک ہو جو '' واشرقت الارض بنور ربھا '' کی عملی تصویر بنے اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی مبارک آواز سے اس کا گوشہ گوشہ جگمگا اٹھے۔آمین اللھم آمین۔

❁❁❁❁

چند مفید ہومیو پیتھک نسخے

(رانا سعید احمد۔ جرمنی)

''ہر قسم کی بیماریاں ہر موسم میں اگر اچانک اور تیزی سے شروع ہوں اور شدید خوف دامن گیر ہو تو بلا تردد ایکو نائٹ کا استعمال کرنا چاہئے۔ایکونائٹکو اگر رسٹاکس سے ملا کر دیا جائے تو یہ نسخہ بیماریوں کے آغاز میں اور بھی زیادہ موثر اور وسیع الاثر ثابت ہوتا ہے۔میرے نزدیک یہ اسپرین کا بہترین بدل ہے۔بھیگنے اور سردی لگنے پر نصف گھنٹہ کے وقفہ سے رسٹاکس اور ایکونائٹ 200 اور آرنیکا + برائیونیا 200 میں ملا کر باری باری دینا چاہئے''۔

(علاج بالمثل صفحہ 10)

اگر اچانک پیچش کے ساتھ خون کا عنصر نمایاں ہو تو ایکونائٹ 30 یا 200 کی طاقت میں اس پیچش میں بھی فوری فائدہ دیتی ہے خشک گرمی کی پیچش میں تو یہ لاجواب ہے۔ (علاج بالمثل)

دل کی تکلیف میں ایکونائٹ Q (ایک قطرہ) اور کریٹیگس Q (10 قطرے) پانی میں ملا کر دیں (یا خود استعمال کریں) تو اللہ کے فضل سے بہت موثر ثابت ہوتے ہیں۔ایکونائٹ کی زیادہ مقدار خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔(اگر ایکونائٹ Q میں دستیاب نہ ہو تو دونوں دوائیں 30 میں ملا کر لینے سے بھی خدا کے فضل سے فائدہ ہوتا ہے۔

(علاج بالمثل)

گرمیوں میں پیچش لگ جائے تو ایکونائٹ 30 یا 200 میں۔

انتڑیوں میں خون بہنے لگے تو ایکونائٹ 30 میں۔

جسم ٹھنڈا ہونے کے باوجود پسینہ اور اندرونی گرمی کا احساس کیمفر 30۔

تیز دھوپ لگنے سے سر درد ہو تو گلونائن 30 یا 200 میں۔

موسم گرما میں پانی زیادہ پینے سے دست ہوں تو GRITOLOA 30

دھوپ یا گرمی سے آواز بیٹھ جائے تو اینٹی مونیم کروڈ 30 یا 200۔

گرمیوں میں آندھی وگرج سے ڈر کے لئے روڑ نیڈران۔ 30

ٹھنڈا پانی پینے سے آواز بیٹھ جائے کروٹن 30۔

گرمیوں کے موسم میں اگر دمہ ہو تو سفلینم 30 یا 200۔

موسم گرما کی چھپا کی ہو تو سلفر 200۔

گرم غذا کھانے سے اگر تکلیف ہو تو پلسٹیلا 200۔

آئس کریم کھانے سے تکلیف ہو تو آرسینک ایلبم 30 یا 200۔

موسم گرما میں اسہال ہوں تو پوڈوفائیلم اور کروٹن 30 میں۔

گرمیوں میں گرمی ناقابل برداشت ہو تو سیکل کار 30۔

گرمیوں میں تنگی تنفس ہو تو APIS 30

گرمیوں میں قبض ہو تو برائیونیا 200۔

گرمی کی شدت سے آواز کی تکلیف ہو تو برومیم 30۔

مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں:

www.howashafi.com/org/de

❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

ہم اسلام کے سفیر ہیں۔اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم کے سفیر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور اس تعلیم کے سفیر ہیں جو محبتیں بکھیرنے والی ہے نہ کہ نفرت پھیلانے والی۔

اس دفعہ جلسہ پر اللہ کے جو بہت سارے فضل ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جماعت کے وسیع پیمانے پر تعارف کے سامان اللہ تعالیٰ نے خود بخود پیدا فرمائے۔

یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا کے ٹی وی اور اخبارات میں جماعت کا عمدہ رنگ میں تذکرہ۔

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے مزید فضلوں کو حاصل کرنے کی تلقین)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 5/اگست 2005ء بمطابق 5/ظہور 1384ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

﴿اِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْکُمْ وَلَا يَرْضٰی لِعِبَادِهِ الْکُفْرَ۔ وَاِنْ تَشْکُرُوْا يَرْضَهُ لَکُمْ۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی۔ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ مَّرْجِعُکُمْ فَيُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾۔ (الزمر:8)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اگر تم انکار کرو تو یقیناً اللہ تم سے مستغنی ہے اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔اور کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ پھر تم سب کو اپنے ربّ کی طرف لوٹنا ہے۔پس وہ تمہیں ان اعمال سے باخبر کرے گا جو تم کیا کرتے تھے۔یقیناً وہ سینوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور محض اور محض اس کے فضل کی وجہ سے گزشتہ دنوں اتوار کو .U.K کا جلسہ سالانہ خیریت سے ختم ہوا۔اور باوجود اس کے کہ نئی جگہ تھی ،کھلا میدان تھا،کوئی سہولت میسر نہ تھی، کیونکہ اسلام آباد میں جب جلسہ ہوا کرتا تھا تو کچھ نہ کچھ شیڈ (Shed) اور عمارتیں موجود ہیں اور کچھ حد تک ضروریات پورا کرنے کے لئے وہاں ان عمارتوں اور شیڈوں کو استعمال کیا جاتا تھا لیکن اس نئی جگہ پر جہاں جلسہ کیا گیا تمام انتظامات عارضی تھے۔کھانا پکانے کا انتظام اسلام آباد میں تھا۔کھلانے کا انتظام نئی جگہ پر تھا اور دس بارہ میل کا فاصلہ تھا۔کھانا لے کر جانا، پھر چھوٹی سڑکیں ،ٹریفک کی زیادتی، وقت لگتا تھا۔ پھر بعض نئے کام بھی کرنے پڑے۔اکثر کارکنان اس لحاظ سے ناتجربہ کار تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کی دعاؤں کو سنا اور سب کی پردہ پوشی فرمائی اور یہ جلسہ سالانہ اپنی تمام برکات بکھیرتا ہوا اپنے اختتام کو پہنچا۔اس پر ہم خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔اور یہ شکر ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔اور جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے تو یہ ایک مومن کو مزید شکر میں بڑھاتی ہے اور اس سے پھر اللہ تعالیٰ کی راہوں کے مزید دروازے کھلتے ہیں۔

غرض کہ یہ مضمون ایسا ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔دنیا کی ظاہری چیزوں کے ساتھ اس کی مثال نہیں دی جاسکتی۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو محدود کیا ہی نہیں جاسکتا۔اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شکر کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس کے دروازے مزید کھلتے چلے جاتے ہیں۔پس انسان کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس کا شکرگزار بندہ بنتا چلا جائے کیونکہ یہ انسان ہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی ضرورت ہے۔خدا تعالیٰ کو تو انسان کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس آیت میں بھی جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہی مضمون بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تو غنی ہے، بندے کو اس کی ضرورت ہے اور اس ذات کے بغیر بندے کا گزارہ ہو ہی نہیں سکتا،کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔اور اللہ تعالیٰ کو تو بندے کی کوئی ضرورت نہیں۔وہ تو ربّ العالمین ہے۔وہ تو سب جہان کا ربّ ہے،سب کا پالنے والا ہے۔پس اگر محتاج ہے تو بندہ خدا کا محتاج ہے۔خدا تعالیٰ بندوں کی تعریفوں کا محتاج ہے نہ بندوں کے شکرگزار ہونے کا محتاج۔ہاں وہ اپنے بندوں کی بھلائی کے لئے ،بہتری کے لئے ، یہ چاہتا ہے کہ وہ ناشکری کرنے والے اور کفر کرنے والے نہ ہوں بلکہ اس کے شکرگزار ہوں۔اور فرمایا کہ یہ شکرگزاری کے جذبات اور عمل تمہیں خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والے ہوں گے۔اور پھر اسی قرب کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کے وارث بنو گے۔اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے یوں بھی بیان فرمایا ہے کہ ﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّکُمْ﴾ (ابراہیم:8) یعنی اگر تم شکر ادا کرو گے تو مَیں تمہیں ضرور بڑھاؤں گا۔یقیناً تم میری رضا کو اس شکر کی وجہ سے مزید حاصل کرنے والے ہو گے۔اس لئے ہمیشہ شکرگزار بندے بنو۔یہ نہ سمجھو کہ بڑوں کے اعمال کی وجہ سے، بزرگوں کے اعمال کی وجہ سے،ان کی نیکیوں کی وجہ سے،ان کی شکرگزاری کے جذبات کی وجہ سے جو جماعت پر فضلوں کی بارشیں ہوتی رہیں وہ اسی طرح جاری رہیں گی۔تمہارے بزرگوں نے شکر کر لیا،تمہیں شکرگزاری کی ضرورت نہیں۔نہیں، بلکہ فرمایا کہ تم میری رضا تب حاصل کر سکو گے جبکہ خود شکرگزار بندے بنو گے اور شکرگزاری کرتے ہوئے، میرے بتائے ہوئے راستوں پر چلتے رہو گے۔اور یہی شکرگزاری کے جذبات ہیں جو تمہیں اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنائیں گے۔تمہاری کوئی نیکی ضائع نہیں جائے گی۔تمہارا شکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرے گا بشرطیکہ یہ نیک نیتی سے ہو۔اللہ کو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا کیونکہ وہ ہمارے دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ہماری کنہ تک سے واقف ہے۔وہ سینوں میں چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔اللہ کرے کہ یہ شکرگزاری کے جذبات اور پاک دل ہو کر اس کے آگے شکر کرتے ہوئے جھکنے کے عمل ہر احمدی سے ظاہر ہو رہے ہوں اور ہر احمدی میں نظر آ رہے ہوں اور ہمیشہ نظر آتے رہیں تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کو سمیٹنے والے ہوں۔ہمارا تو جو کچھ ہے خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔اس بات کو احمدی خوب سمجھتے ہیں اور اسی لئے ہمارے سب کام دعا سے شروع ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ایسے نظارے نظر آتے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔جلسے کے بعد مختلف ملکوں کے احمدیوں نے جلسہ کی کامیابی کی فیکسز بھیجیں۔خطوط لکھے اور ہر ایک خط میں اور فیکس میں بلا استثناء یہ بات مشترک تھی کہ اس جلسہ کے کاموں اور پروگراموں میں گزشتہ سال کی نسبت بہتری نظر آتی تھی۔اس طرح یہاں جلسہ پر جو لوگ شامل ہوئے

ان میں سے اکثریت کا یہی اظہار تھا، یہی تاثرات تھے کہ جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب اور برکتوں کو سمیٹنے والا تھا اور شامل ہونے والوں کو برکتیں دینے والا تھا۔ اس کامیابی میں انسانی کوششوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ وہی کاموں میں برکت ڈالتا ہے اور ان میں بہتری نظر آتی ہے ورنہ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم تو سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ کام بڑا اچھا کر دیا۔ حالانکہ اتنا اچھا نہیں ہوا ہوتا۔ اور بعض دفعہ یہ خیال آتا ہے کہ کام میں فلاں فلاں کمی رہ گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس طرح کمی پوری فرماتا ہے کہ پتہ ہی نہیں لگتا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کمی کو پورا فرمایا۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا، اس کے آگے جھکتے ہوئے اور دعائیں کرتے ہوئے جب ہم اپنے کام کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فضل فرماتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ شکر ادا کرتے ہوئے اس سے دعائیں کرتے ہوئے ہر احمدی کو اپنے کام کرنے چاہئیں اور یہی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اپنے کاموں کو سرانجام دینے کی کوشش کرتے ہیں، اس کا فضل مانگتے ہیں، اس کی مدد مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے وعدے کے مطابق کہ اگر تم شکر گزار بندے بنو گے تو مَیں مزید برکت ڈالوں گا، برکتیں نازل فرماتا چلا جاتا ہے۔ اپنے فضلوں اور برکتوں سے ہمیں نوازتا چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک نئی جگہ تھی اس کی وجہ سے فکر تھی کہ بعض کمیاں اور خامیاں رہ جائیں گی لیکن کارکنوں نے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے بڑی محنت سے کام کیا ہے اور یہ بھی شکر کے مضمون کا ہی حصہ ہے کہ جو ذرائع اور وسائل اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے ہیں، جو جسمانی طاقتیں اور استعدادیں اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائی ہیں ان سے بھرپور کام لو اور پھر معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ کہا جائے کہ اے اللہ گزشتہ سال تو کام بڑے اچھے ہو گئے تھے ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں کہ تو نے ہماری بڑی مدد فرمائی اس سال بھی ہمارے کام اچھے کر دے لیکن جہاں تک ہمارا سوال ہے ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ اتنی محنت کر سکیں جتنی پہلے کرتے تھے۔ پہلے سے ہی اگر آپ نعمت سے انکاری ہو جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے شکر کے مضمون کو نہ سمجھنے والی بات ہو گی۔ شکر یہی ہے کہ اپنی جو محنتیں ہیں، جو جو استعدادیں ہیں ان کو اپنی نااہلیوں کے باوجود بھرپور طور پر بجا لایا جائے، ان کے مطابق عمل کیا جائے اور پھر معاملہ خدا پر چھوڑا جائے تو یہ شکر گزاری ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں جو تمام استعدادیں ہیں، جسمانی طاقتیں ہیں، وسائل ہیں، ان کو بھرپور طور پر استعمال کرنا بھی ضروری ہے اور ان کو بھرپور طور پر استعمال کرنے سے ہی شکر گزاری کا مضمون ہر ایک پر واضح ہوتا ہے۔ اور یہی مضمون ہمیں اللہ تعالیٰ نے سمجھایا ہے کہ صرف زبان سے یہ کہہ دینا کہ اللہ تعالیٰ ہم تیرے شکر گزار ہیں کافی نہیں بلکہ شکر گزاری یہ ہے کہ پہلے جو اللہ تعالیٰ نے فضل کئے ہیں ان کا ذکر کرو اور آئندہ کے لئے اپنی استعدادوں کو بھرپور طور پر استعمال کرو۔ جو ظاہری وسائل ہیں ان کو استعمال کرو کیونکہ یہ شکر نعمت ہے۔ اور اس شکر نعمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے مزید فضل کے دروازے کھلتے ہیں اور ان میں ظاہری کاموں کے علاوہ یہ جو مَیں نے بتایا کہ استعدادیں ہیں۔ ظاہری طور پر اپنے ہاتھ سے کام کرنے ہیں، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اپنی زندگی گزارنا بھی ہے۔ نیک اعمال بجا لانا بھی ہے، دعاؤں پر زور دینا بھی ہے۔ بندوں کے حقوق ادا کرنا بھی ہے۔ ایک دوسرے سے تعاون اور شکر کے جذبات کو بڑھانا بھی ہے۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص لوگوں کا شکر گزار نہیں ہوتا، ان کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ پس آج احمدی ہی ہیں جو اس مضمون کو سمجھتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ نیک اعمال، اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اور ایک دوسرے کے لئے شکرانے کے جذبات سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی سمیٹتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ان نیکیوں پر چلنے والے لوگ بہت ہیں۔ اور اسی لئے ہم ہر آن جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہوتے دیکھتے ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور یہ شکر کے جذبات ہر موقع پر اور خاص طور پر جلسوں پر پہلے سے بڑھ کر ادا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی صورت میں ہمیں نظر آتے ہیں۔ پس یہ اصل مضمون ہے جو کبھی کسی احمدی کو بھولنا نہیں چاہئے۔

شکرانے کے ان جذبات کی وجہ سے مَیں تمام کارکنان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ کارکنوں کی اکثریت ایسی ہے جو یہاں کے پلے بڑھے بچے اور نوجوان ہیں۔ سب نے بڑی محنت سے رات دن ایک کر کے اپنے فرائض کی ادائیگی کی۔ اور ان ملکوں میں جہاں بچوں اور نوجوانوں کی ترجیحات بالکل اور طرح کی ہیں عجیب وغریب قسم کی مصروفیات ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دور لے جانے والی مصروفیات ہیں۔ ایک احمدی بچے اور نوجوان کی ترجیح اللہ تعالیٰ کی خاطر، اس کے حکموں پر چلتے ہوئے، کام کرنا اور نیک اعمال بجا لانا ہے۔ یہ لوگ دنیاوی کھیل کود کو پس پشت ڈال کر اللہ تعالیٰ کی خاطر اس کے مہمانوں کی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ نہ رات دیکھتے ہیں، نہ دن۔ بعض کارکنوں کو تو مَیں نے خود دیکھا ہے کہ مختلف وقتوں میں جس طرح انہوں نے یہ تین دن، رات دن جاگ کر گزارے ہیں۔ کوئی کھیل نہیں ہو رہے، کوئی اور اس قسم کی دلچسپی کی باتیں نہیں ہو رہیں بلکہ بڑی توجہ سے، بڑی محنت سے، مہمانوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ خاموشی سے مہمانوں کی خدمت کے لئے کمربستہ ہیں۔ پھر یہ تین دن ہی نہیں بلکہ جلسے کے کاموں میں سے بعض تو چند مہینے پہلے شروع ہوتے ہیں لیکن ڈیوٹیاں ہفتہ دس دن پہلے سے شروع ہو جاتی ہیں اور کم از کم ایک ہفتہ بعد تک یہ کام چلتے ہیں۔ لیکن یہ تمام والنٹیئرز جن میں بچے بھی ہیں، نوجوان بھی ہیں، بڑی عمر کے بھی ہیں، اپنی دلچسپیوں اور اپنے کاموں کو قربان کرتے ہوئے یہاں ڈیوٹیوں کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ بہرحال ان سب کارکنان کا مَیں شکریہ ادا کر دیتا ہوں۔ اور سب سے بڑی جزا تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ یہ کارکنان جو اتنی قربانی کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے آتے ہیں ان سے بھی مَیں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو اس خدمت کا موقع اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ آپ کو بھی اس خدمت کی وجہ سے شکر گزار ہونا چاہئے اور شکر کرنا چاہئے۔ یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ان مہمانوں کی خدمت کی آپ کو توفیق دی اور اپنے خاص فضل سے پردہ پوشی فرمائی کیونکہ بہت سے کاموں میں کمیاں، خامیاں رہ جاتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی پردہ پوشی فرمائی اور تمام کام خیریت سے انجام کو پہنچے۔

اس پردہ پوشی کے ضمن میں یہ ذکر کر دوں کہ ایک مہمان کسی دوسرے ملک سے آئے ہوئے تھے۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ دوسری جگہ جلسہ ہونے کی وجہ سے بعض کمیاں رہ گئی ہوں گی، آپ کو تکلیف ہوئی ہو گی۔ تو ان کا یہ کہنا تھا کہ اس سے اچھا انتظام ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ اس طرح پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پس اس بات کو آپ میں مزید بہتری اور شکر گزاری پیدا کرنے کا باعث بننا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جن انعاموں سے آپ کو نوازا ہے اس کا مزید اظہار ہونا چاہئے۔ اعمال صالحہ بجا لانے کی طرف مزید توجہ پیدا ہونی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ اس شکر گزاری کے عمل کی وجہ سے مزید فضلوں کے راستے آپ کے لئے کھولے۔

اسی طرح جلسہ سننے والوں کو بھی مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو بھی شکر گزاری کے جذبات سے بھرا ہوا ہونا چاہئے۔ وہ جو یہاں آ کر جلسہ میں شامل ہوئے ان کو اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے توفیق دی کہ آپ لوگ براہ راست یہاں آ سکے اور جلسہ سن سکے۔ جو دنیا کے مختلف ملکوں میں بیٹھ کر جلسہ سن رہے تھے کئی جگہوں سے معلوم ہوا ہے کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہمیں یوں لگ رہا تھا کہ ہم بھی وہیں موجود ہیں۔ تو بہرحال جو دُور بیٹھ کر جلسہ سنتے رہے ان کو بھی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی انتہائی عاجزانہ قربانیوں کو قبول کرتے ہوئے MTA جیسی نعمت سے ہمیں نوازا ہے جس سے دنیا کا ہر احمدی دور بیٹھے ہوئے جلسوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ پس تمام جماعت کو جلسوں کو سننے کی وجہ سے جو جلسہ کے چند دنوں میں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہوئی محسوس ہوئی ہیں یا بعض نیک اعمال بجا لانے کی طرف توجہ ہوئی ہے، اس کی توفیق ملی ہے، جیسا کہ لوگ زبانی اور خطوط میں بھی اظہار کرتے ہیں، اب ہر ایک کا یہ کام ہے کہ شکرانے کے طور پر اور اس شکر گزاری کے اظہار کے طور پر ان پاک تبدیلیوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیں اور جب آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ان تبدیلیوں میں دوام حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور ان کو مستقل اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کریں گے تو پھر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے مزید دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔

پس جہاں مَیں تمام مہمانوں کا ان کے بھرپور تعاون کی وجہ سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ بہت سی باتیں انہوں نے برداشت کیں اور انتظامیہ اور کارکنوں سے تعاون کیا اور انتظامیہ کو کسی Panic سے یا بعض موقعوں پر شرمندگی سے بچایا اور معمولی سہولتوں کا بھی شکریہ ادا کیا۔ وہاں شامل ہونے والے تمام مہمان خود بھی شکر گزاری کے جذبات سے اپنے اندر، اپنی زندگیوں میں تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ان تبدیلیوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔

پھر ہم حکومت کے اس محکمہ کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے ہمیں جلسہ کرنے کے لئے بڑا وسیع میدان جو محفوظ بھی تھا مہیا کیا اور پھر بھرپور تعاون بھی کیا۔ شروع میں بعض سہولتوں کے انکار ہونے کی وجہ سے فکر تھی، مثلاً پانی کی سپلائی تھی، سیوریج وغیرہ کا نظام تھا، اس کے لئے گو متبادل انتظام کر لیا گیا تھا لیکن اس میں بھی بعض قباحتیں نظر آتی تھیں جو جلسہ کی انتظامیہ کے خیال میں تو اہم نہیں تھیں لیکن میرا خیال تھا کہ بعض باتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ بہرحال جن سہولتوں کو مہیا کرنے سے انتظامیہ نے پہلے انکار کیا تھا وہ ایک دن پہلے مہیا کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے۔

پھر آرمی کی جگہ ہونے کی وجہ سے مستقل سیکیورٹی کا بھی انتظام انہوں نے رکھا اور پولیس کے ساتھ مل کر اس میں بھی تعاون کیا۔ بہرحال جہاں ہم اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہی ان لوگوں کا بھی شکر ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے کام میں آسانی پیدا کی۔ اس میدان کی جو جگہ تھی جہاں جلسہ ہوا، اس لحاظ سے بھی فکر تھی کہ چھاؤنی کا علاقہ ہے، آرمی کا علاقہ ہے اور 7/جولائی کے واقعہ کے بعد اس اہم علاقہ میں جلسہ کرنے سے ہمیں کہیں روک نہ دیں، اجازت کینسل نہ کر دیں۔ کیونکہ عموماً معاہدوں میں یہ شق رکھی جاتی ہے کہ مالک کے پاس یہ حق محفوظ ہوتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو عین موقع پر اپنی ضرورت کے تحت وہ جگہ دینے سے انکار کر دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان لوگوں کے دل نرم ہی رکھے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ آئندہ انتظامات مکمل کر کے جو نئی جگہ ہے وہاں جلسہ منعقد کر سکیں اور اس جلسہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ایک بہت بڑا فضل جماعت پر فرمایا ہے کہ جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے آئندہ جلسہ کے لئے ہمیں ایک بڑی باموقع اور بڑی جگہ بھی میسر فرما رہا ہے۔ اللہ کرے کہ کاغذی کارروائی بھی مکمل ہو جائے اور جماعت جلد اس زمین کا قبضہ بھی لے لے اور کسی قسم کی روک بیچ میں نہ آئے۔ اس انعام پر بھی ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔

اللہ تعالیٰ کے یہ فضل اور انعام ہیں جو ہمیں مزید اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والا بنانے والے ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی اعلان کیا تھا کہ تمام دنیا کے احمدی جو سہولت سے اس نئی زمین کو خریدنے میں حصہ ڈال سکتے ہیں، ڈالیں۔ کیونکہ یہ جگہ عملاً تو صرف U.K. والوں کے لئے نہیں ہے بلکہ اس جلسے کی حیثیت چونکہ ایک عالمی جلسہ کی بن چکی ہے اس لحاظ سے پوری دنیا اس کو استعمال کر رہی ہے۔ اگر صرف U.K. کا ہی جلسہ ہو اور باہر کے لوگ اس میں شامل نہ ہوں تو U.K کا جلسہ تو میرے خیال میں اسلام آباد میں ہی کافی ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس تحریک پر احباب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حسب توفیق لے بھی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب وعدہ کنندگان کو ادائیگیاں کرنے کی بھی جلد توفیق عطا فرمائے۔ اس لئے ان وعدہ کرنے والوں کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بھی جزا دے۔ مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ U.K کی جماعت کے افراد بھی اور دوسرے ملکوں میں سے صاحب حیثیت جلد ہی وعدہ کو پورا کر کے رقم ادا کرنے والے ہوں گے تاکہ جلد قیمت ادا کی جا سکے۔ اور یہی چیز ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والا اور شکر ادا کرنے والا بنائے گی اور اس طرح آپ مزید اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے اوپر برستا دیکھیں گے۔

اس دفعہ جلسہ پر اللہ کے جو بہت سارے فضل ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی فضل ہوا، جس کے لئے ہم خدا تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ جماعت کے تعارف کے سامان اللہ تعالیٰ نے خود بخود پیدا فرمائے۔ بعض میڈیا اور اخباروں نے اس طرح خبروں کی اشاعت کی جس سے نہ صرف جماعت کا تعارف ہوا بلکہ اسلام کا بھی نام روشن ہوا۔ اور بعض جگہ یہ جو کہا جا رہا ہے کہ ٹرین بم دھماکوں میں ملوث پاکستانی تھے، پاکستانیوں کا نام لیا جا رہا ہے۔ تو اس جلسہ کی وجہ سے بعض جگہ پاکستان کے نام سے بھی دھبہ دھلتا ہوا ہمیں نظر آتا ہے۔ یہاں بی بی سی نے اور میڈیا نے، مختلف ٹیلیویژن سٹیشنوں نے، اخباروں نے عموماً بڑی اچھی کوریج دی، اور پہلے سے بہتر دی۔ اسی طرح امریکہ کے ایک ٹی وی چینل نے لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب دکھائی اور ساتھ یہ خبر نشر کی کہ U.K. میں مسلمان بہت بڑی امن کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔ پھر آسٹریلیا کے سرکاری چینل SBF نے جلسہ سالانہ U.K. کی جھلکیاں نشر کیں۔ کہتے ہیں کہ عموماً اس طرح پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اور جو خبر نشر کی اس کا عنوان تھا 'دو مسلم علماء کا اختلاف رائے' ایک احمدیہ مسلم کمیونٹی لندن میں اور دوسرا آسٹریلیا کا۔ اور آسٹریلیا والے کے بارہ میں بتایا کہ وہ شدت پسندی کے حق میں ہیں۔ اس میں بھی لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب دکھائی گئی۔ جماعت کا مختصر تعارف کروایا گیا۔ محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں "Love for all hatred for none" کے بارہ میں بتایا گیا کہ یہ جماعت کا ماٹو ہے۔ لندن کے جلسے کے مختلف مناظر دکھا کر بتایا گیا کہ تیس ہزار کے قریب لوگ جمع ہو کر یہ کانفرنس منعقد کر رہے ہیں۔

اسی طرح سپین کے دو ٹیلیویژن چینلز نے خبر دی۔ اور انہوں نے آج تک کبھی ہماری خبر نہیں دی۔ جلسہ کے جھلکیاں دکھائیں، لوائے احمدیت لہراتا ہوا دکھایا گیا۔ اب MTA ہی نہیں بلکہ دنیا کے بہت سارے ممالک میں حکومتوں کے جو ٹیلی ویژن چینلز ہیں ان پر بھی لوائے احمدیت لہراتا ہوا دکھایا جا رہا ہے۔ لوگوں کو ملتے ہوئے دکھایا گیا۔ ایک اور ٹیلی ویژن چینل نے جلسہ کے مناظر دکھاتے ہوئے لندن بم دھماکے کے حوالے سے یہ بتایا کہ دنیا کے سب مسلمان ایک جیسے نہیں ہوتے اور پھر نہ ہی ہر پاکستانی جماعت دہشتگرد ہے۔ یعنی پاکستان پر جو یہ الزام ہے اس کو بھی اس نے دھونے کی کوشش کی۔ آگے لکھتے ہیں کہ یہ جماعت احمدیہ ہے جو لندن میں دنیا کے ممالک سے تیس ہزار کی تعداد میں جمع ہے اور جو انہوں نے Observation دی ہے اس کے نیچے بیان کرتے ہیں کہ دیکھیں کتنا پیارا ماحول ہے۔ تو دیکھیں آج کی دنیا کو بھی نظر آ رہا ہے کہ اسلام کی صحیح علمبردار اگر کوئی جماعت ہے تو یہی جماعت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی جماعت ہے، جو اسلام کا صحیح نام دنیا میں پھیلانے والی جماعت ہے۔ پاکستان میں حکومت ہمیں غیر مسلم کہتی ہے اور دنیا ہمیں پاکستان کے سفیر کے نام سے پکار رہی ہے۔

ابھی جب میں جمعہ کے لئے آ رہا تھا تو خبر آئی کہ پاکستان میں دشمنی کا یہ حال ہے کہ ربوہ میں ہمارے جو دو پریس ہیں نصرت آرٹ پریس اور ضیاء الاسلام پریس، پولیس ان کو سیل کرنے کے لئے آئی ہوئی تھی اور شاید الفضل کو بھی بند کر دیں۔ ایک طرف تو دنیا یہ سمجھتی ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کا صحیح نقشہ پیش کر رہی ہے۔ دوسری طرف یہ لوگ جو اسلام کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں، روکیں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ چاہے جتنی مرضی روکیں ڈال لیں ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے اوپر بارش کے قطروں کی طرح نازل ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ یہ ایک دو پریس بند کرنے سے جماعت احمدیہ کی ترقیات کو تو نہیں روک سکتے۔ ہاں یہ خطرہ ضرور ہے کہ کہیں وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اس کے عذاب کے نیچے نہ آ جائیں۔

اصل میں ہم تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہیں، اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل اور کامل ایمان لانے والے ہیں، آپؐ پر اتری ہوئی شریعت پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل لوگ کسی ایک ملک کے سفیر نہیں ہیں، پاکستان کے سفیر ہونے یا کسی خاص ملک کا سفیر ہونے کا سوال نہیں ہے بلکہ ہم اسلام کے سفیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم کے سفیر ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور اس تعلیم کے سفیر ہیں جو محبتیں بکھیرنے والی ہے نہ کہ نفرت پھیلانے والی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر کے جذبات سے لبریز رکھتے ہوئے ہمیشہ اس تعلیم پر عمل کرنے اور اعمال صالحہ بجا لانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے اوپر نازل ہوتا دیکھتے رہیں۔ اور پھر اس کے ان فضلوں کو دیکھتے ہوئے، اس کے آگے جھکتے ہوئے سجدات شکر بجا لانے والے ہوں۔

جس دن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر ہو رہا تھا یعنی جلسہ کے دوسرے دن، اس دن اللہ تعالیٰ نے بارش بھیج کر یہ بتایا تھا کہ جس طرح تم اس بارش کے قطرے نہیں گن سکتے اور یہ جو جھڑی لگی ہوئی ہے اس کے قطروں کو نہیں گن سکتے اسی طرح میرے پیارے مسیح کی جماعت پر میرے افضال کی جو بارش ہو رہی ہے اس کو بھی تم گن نہیں سکتے۔ پس تمہارا کام ہے کہ ان فضلوں کی بارش کے ساتھ اپنے دلوں کو مزید شکرگزاری کے جذبات سے لبریز کرتے چلے جاؤ، اپنے آپ کو مزید شکرگزار بندہ بناتے چلے جاؤ۔

عموماً تیز بارش میں MTA کا رابطہ بھی متأثر ہوتا ہے لیکن جب میری تقریر کے دوران تیز بارش ہوئی ہے تو رابطہ تقریباً مسلسل قائم رہا ہے اور شاید ایک آدھ منٹ کے علاوہ جو میری تقریر سے پہلے ہو چکا تھا اور کوئی ایسی خاص روک نہیں آئی۔ اس بارش کی وجہ سے جو لندن میں بھی ہو رہی تھی انتظامیہ کو بڑی فکر ہو رہی تھی کیونکہ بعض دفعہ Link نہیں رہتا۔ بلکہ جس کمپنی کے ذریعہ سے جلسہ گاہ سے آگے سگنل بھجوانے کا کام تھا اس کے جو نمائندے وہاں موجود تھے، انگریز تھے، اس نے کہا کہ ایسی بارش میں عموماً رابطے متأثر ہوتے ہیں، اس طرح Link نہیں رہتا لیکن لگتا ہے تمہارا خدا سے کوئی خاص تعلق ہے جو اس کام کو سنبھالے ہوئے ہے۔ تو یقیناً اس نے سچ کہا ہے۔ ہمارے کام تو ہمارا خدا ہی کرتا ہے اور پھر ہماری عاجزانہ کوششوں سے بے انتہا پھل ہمیں عطا فرماتا ہے۔

پھر پولیس اور آرمی کے افسران جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے انہوں نے بہت تعاون کیا ہے۔ وہ بھی بڑے خوش ہیں اور حیران ہیں کہ وہ ان حالات کی وجہ سے جو آج کل تھے۔ ان کا جس طرح خیال تھا، پریشانی بھی تھی ان کو کہ پتہ نہیں کس قسم کی مشکل ڈیوٹی ہوگی جو ہمیں دینی پڑے گی۔ وہ لوگ بھی بڑے حیران تھے کہ یہ تو سارے کام خود ہی کر رہے ہیں اور اتنے پُرامن ہیں اور محبت بکھیرنے والے ہیں، ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ بلکہ بعض نے تو یہ اظہار کیا کہ آئندہ سال کے لئے ہماری ابھی سے اپنے ساتھ ڈیوٹی لگوا لو۔ کہتے ہیں کہ ایسی آسانی ڈیوٹی تو ہم نے زندگی بھر کبھی نہیں کی۔

پس یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں جو ہمیں نظر آ رہے ہیں۔ اس شکر کے مضمون کو سمجھتے ہوئے ہر احمدی کو چاہئے کہ شکرگزار بندہ بنا رہے اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں میں شامل رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس شکرگزاری کے نتیجہ میں پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ کرے۔ آمین۔

❁❁❁ ❁ ❁❁❁

(تقریر برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2005ء)

نظامِ خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

(عطاء المجیب راشد۔ لندن)

﴿وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْامِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

(سورة النور:56)

حضرات ! نظام خلافت وہ بابرکت آسمانی نظامِ قیادت ہے جو اللہ تعالیٰ جماعت مومنین کو ان کی روحانی بقاء اور ترقی کے لئے عطا فرماتا ہے۔ یہ ایک عظیم انعام ہے جو ایمان اور عملِ صالح کی بنیادی شرائط سے مشروط ہے۔ اس خدائی موہبت کی حیثیت ایک حَبْلُ اللّٰہ کی ہے۔ اِس خدائی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا جماعت مومنین کے لئے ان کے ایمان کی تصدیق بھی ہے اور امن و امان اور روحانی ترقیات کی ضمانت بھی۔ حق یہ ہے کہ اسلام کی ترقی اور سربلندی اس بابرکت نظام خلافت سے وابستہ ہے۔

خلافت کیا ہے؟

لغوی لحاظ سے خلافت کے لفظی معنی نیابت اور جانشینی کے ہوتے ہیں۔ اصطلاحاً خلیفہ سے مراد نبی کا قائمقام اور اس کا جانشین ہوتا ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا:

’’خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

نبوت وخلافت

خالق کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت مستمرہ کچھ اس طرح جاری ہے کہ ظلمت وتاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو نبوت ورسالت کا تاج پہنا کر قندیلِ ہدایت کے طور پر مبعوث کرتا ہے۔ ان انبیاء کے ذریعہ خدائی پیغامِ ہدایت کی تخم ریزی ہوتی ہے اور شجرِ ہدایت پروان چڑھنے لگتا ہے۔ ان رسولوں اور نبیوں کی بعثت دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرتِ اولیٰ کا ظہور ہوتا ہے۔ اِصطلاحاً ان کو خَلِیْفَۃُ اللّٰہ کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے بارہ میں معین طور پر یہ الفاظ ملتے ہیں۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ کے ہر نبی کو عطا کیا جاتا ہے۔

عمیق حکمتوں کے مالک خدا نے ازل سے یہ طریق جاری کیا ہے کہ جب بھی نبی یا رسول کے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آتا ہے تو اس کے کسی قدر ناتمام کام کو مکمل کرنے کے لئے، اس کے لگائے ہوئے باغ کی مسلسل آبیاری اور نگہداشت کے لئے اور اسے ترقی دے کر اس کے انتہائی نقطۂ کمال تک پہنچانے کے لئے ایک بار پھر اپنی قدرت کا کرشمہ دنیا کو دکھاتا ہے۔ یہ اس کی قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوتا ہے۔ اللہ کی راہنمائی میں مومنین اپنے میں سے ایک، خدا کے بندے کا انتخاب کرتے ہیں جو دراصل خدا کا انتخاب ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اذن سے اس منتخب بندہ کے سر پر خلافت کا تاج رکھا جاتا ہے۔ اصطلاحاً اسے خَلِیْفَۃُ الرَّسُوْل کہا جاتا ہے۔ جماعت کا یہ روحانی سربراہ نبی کے بعد اسکے جاری کردہ کام کو آگے سے آگے بڑھانے اور پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے سایہ میں کام کرتا ہے اور اس کی وفات پر یہ سلسلہ آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔

تقریر کے موضوع کی مناسبت سے مَیں دوسری قسم کی خلافت کا ذکر قدرے تفصیل سے کروں گا جو نبی یا رسول کے بعد اس کے ماننے والوں میں قائم ہوتی ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

’’مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَة‘‘

(کنز العمال الفصل الأول فی بعض خصائص الانبیاء حدیث نمبر ۳۲۲۴۶)

یعنی ہر نبوت کے بعد لازماً خلافت کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظامِ خلافت کی ضرورت اور حکمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو......اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واعلیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادت القرآن صفحہ 57 روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۵۳)

نبوت وخلافت کا انتخاب

یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ نبوت وخلافت کے دونوں نظام اگرچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک بنیادی فرق ہے۔ نبوت اس وقت آتی ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر چکی ہوتی ہے۔ ہر طرف شرک اور ظلمت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ اولیٰ کی تجلی نبوت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کی قدرتِ ثانیہ کی تجلی خلافت کی صورت میں اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب نبی کے ذریعہ قائم ہونے والی ایک جماعت موجود ہوتی ہے جو ایمان اور عمل صالح کی شرائط پر پوری اترتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اور خلیفہ کے انتخاب کے طریق میں بھی ایک فرق ہے۔ نبی کا انتخاب اللہ تعالیٰ براہ راست کرتا ہے کیونکہ ظلمت کے اس دور میں جماعتِ مومنین کا وجود ہی نہیں ہوتا جبکہ نبی کے آنے کے بعد مومنین کی ایک جماعت بن جاتی ہے اور نبی کی وفات پر خدا تعالیٰ بطور احسان اس جماعت میں خلافت کا نظام قائم فرماتا ہے۔ اور ایمان اور عمل صالح کی شرائط کو عندَ اللہ تسلی بخش طریق پر پورا کرنے والی جماعت کو بطور اعزاز یہ موقع دیا جاتا ہے کہ وہ خلیفہ کے انتخاب کے وقت اپنی رائے کا اظہار کرے۔ بظاہر یہ ایک انتخاب کی صورت نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں یہ خدا کا انتخاب ہوتا ہے اور مومنین کے پاک دل اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تصرف کے تابع اسی پاک وجود کو منتخب کرتے ہیں جو دراصل خدا کا انتخاب ہوتا ہے۔ آیت استخلاف میں لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کے الفاظ میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔

خلافت کی عظمت اور برکات

ضمناً یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ نظامِ خلافت کا مظہر ہر خلیفہ گزرے ہوئے نبی کا خلیفہ ہوتا ہے، اپنے سے پہلے خلیفہ کا خلیفہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے ایسے خلفاء کو ہمیشہ خلیفۃ الرسول کا نام دیا جاتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق خلافت احمدیہ میں ہر خلیفہ کو حضرت خلیفۃ المسیح کہا جاتا ہے۔

نظامِ خلافت کی عظمت اور برکت کا مضمون بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ سورۃ النور کی آیت استخلاف میں بیان کیا گیا ہے جس کی تلاوت شروع میں کی گئی۔ اس کا ترجمہ ہے:

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ (سورہ النور آیت ۵۶)

یہ آیت بڑے لطیف مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جماعت مومنین میں قیام خلافت کا حتمی وعدہ فرمایا ہے اور اسے ایمان اور عمل صالح کی دو شرائط کے ساتھ باندھا ہے۔ نظام خلافت کی دو عظیم الشان برکات کا ذکر فرمایا ہے دین کی تمکنت اور خوف کی حالت کا امن کی حالت میں تبدیل کیا جانا۔ اور یہ بھی ذکر ہے کہ نظامِ خلافت کے قیام کے بلند ترین مقاصد اور شیریں ثمرات بھی دو ہیں عبادت الٰہی اور توحیدِ خالص کا حقیقی طور پر قیام۔

خلافت راشدہ

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقعہ پر صحابہ مارے غم کے دیوانہ ہو رہے تھے۔ اس انتہائی کسمپرسی کے عالم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے عین مطابق خلافت راشدہ کا بابرکت نظام جاری فرمایا۔ جونہی صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے آپ کو خلیفة الرسول تسلیم کیا زخمی دلوں کو ایک سکون کی کیفیت نصیب ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجہہٗؓ نے بارِ خلافت اٹھایا۔

اس سنہری دورِ خلافت میں اسلام نے غیر معمولی ترقی اور وسعت حاصل کی۔ اسلام کی بھرپور اشاعت ہوئی۔ اِس دور میں مختلف مراحِل پر فتنوں نے بھی سر اٹھایا۔ لیکن خلافت کی بَرَکت سے، ہر خوف کی حالت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اَمن میں تبدیل ہوتی رہی اور اسلام کو غیر معمولی تمکنت اور استحکام نصیب ہوا۔ خلافت راشدہ بلاشبہ تاریخِ اسلام کا ایک سنہری دور تھا اور اس کی عظمت، رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوتی ہے جس میں آپ نے فرمایا:

”علیکم بسنّتی وسنّةِ الخلفاءِ الراشدینَ المهدیّین “۔(ترمذی کتاب العلم باب الاخذبالسنة ۔ ابو داؤد کتاب السنة باب لزوم السنة)

کہ اے مسلمانو! تم پر میری اور میرے ان خلفاء کی سنت کی پیروی لازم ہے جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت عطا کی جائے گی اور اس ہدایت کی روشنی میں وہ مومنوں کی راہنمائی کرنے والے ہوں گے۔

پیشگوئی کے عین مطابق تیس سال تک خلافت راشدہ کا سورج امتِ مسلمہ پر بڑی شان سے چمکتا رہا

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact **Muhammad Sajid Qamar**
Tel: 020 8239 8312 Mobile: 07734470783 Fax: 020 8664 1190
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10 Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

اور پھر نظام خلافت پر بھی دنیا داری کے رنگ غالب آگئے۔ حدیث نبوی میں اس بارہ میں بہت معین پیشگوئی ملتی ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی پھر اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔

خلافت احمدیہ کا قیام

اس حدیث کے عین مطابق جماعت احمدیہ کو مسیح پاک علیہ السلام کے وصال کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا عظیم الشان انعام عطا فرمایا گیا جس سے اس حدیث میں مذکور پیشگوئی بعینہٖ سچی ثابت ہوئی ۔ یہ بات جو اسلام اور رسول پاک ﷺ کی صداقت کا ایک زندہ وتابندہ ثبوت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ فعلی شہادت بھی ساری دنیا کو مہیا فرمادی کہ آج دنیا کے پردہ پر اگر کوئی جماعت، اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اپنے دعوئ ایمان میں سچی ہے اور اگر کوئی جماعت ایسی ہے جس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نظر میں اعمالِ صالحہ ہیں تو وہ ایک اور فقط ایک جماعت ہے جو احمدیہ مسلم جماعت عالمگیر ہے۔

حدیث کے آخر میں ذکر ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت دینے کے بعد آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافتِ احمدیہ کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خلافت احمدیہ کی عظمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر رسالہ ''الوصیت'' میں اپنے بعد خلافت کے قیام کے بارہ میں معین رنگ میں پیشگوئی فرمائی۔ آپ نے فرمایا:

''اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلادے۔ سو اب یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے ...... تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا...... مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی...... ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے...... میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے......''۔

(رسالہ الوصیت صفحہ۷، روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۳۰۶۔۳۰۵)

اس تحریر کے فوراً بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے عظیم الشان مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔'' (الوصیت صفحہ ۹۔۸ روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۳۰۷۔۳۰۶)

ان دونوں تحریروں سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ تکمیلِ اشاعتِ اسلام کی خدائی تقدیر کا ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے وابستہ ہے اور اس عظیم الشان مقصد کا حصول آپ کے بعد قائم ہونے والے بابرکت نظامِ خلافت کے ذریعہ مقدر ہے۔ یہ امر خلافتِ احمدیہ کی عظمت کو خوب واضح کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریرات 20/دسمبر 1905ء کی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق نظام خلافت کے قیام کا وقت قریب آیا تو اس کی عظمت کی طرف دنیا کو متوجہ کرنے کے لئے علّام الغیوب خدا نے بذریعہ الہام اس بارہ میں معین تاریخ سے بھی آگاہ فرمادیا۔ دسمبر 1907ء میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو الہام ہوا: ''ستائیس کو ایک واقعہ''

(بدر 19 دسمبر 1907ء صفحہ 5)

اور پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی جلوہ نمائی دیکھو کہ پانچ ماہ بعد 27/مئی 1908ء کو دنیا کی مذہبی تاریخ میں ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوا۔ یہ کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس روز اسلام کے عالمگیر غلبہ کے آفاقی نظام کی بنیاد رکھی گئی۔ الہاماً بتائی گئی 27 تاریخ کو جماعت احمدیہ میں نظامِ خلافت قائم ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات بڑی شان وشوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔

جماعت کے لئے مقامِ شکر

جماعت احمدیہ کے لئے یہ موقع سجدات شکر بجالانے کا ہے اور اپنا سب کچھ قربان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی راہ میں بچھ جانے کا ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے ساتھ ہی فوراً اِس جماعت کے سر پر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا تاج رکھ دیا اور جماعت احمدیہ ایک کے بعد دوسرے، تیسرے، چوتھے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خلافت کے پانچویں تاجدار سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نہایت عظیم الشان خلافت کے بابرکت سایہ میں آگے سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ آسمانی تائیدات ہمارے ساتھ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت اور معیت حضرتِ مسرور کو حاصل ہے۔ ''اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر'' کا پرشوکت ظہور ہماری نظروں کے سامنے ہے اور خلافت کی برکت سے جماعت احمدیہ انوار الٰہی کی موسلا دھار بارشوں میں نہا رہی ہے۔

برکاتِ خلافت کے جلوے

آج ساری دنیا میں جماعتِ احمدیہ کو ایک منفرد اور ممتاز، عالمی تشخص حاصل ہے۔ تبلیغ اسلام، تعلیم اور بے لوث خدمتِ انسانیت کے میدانوں میں جماعتِ احمدیہ کی مساعی کی ایک دنیا معترف ہے۔ محبت وپیار، امن وسلامتی اور ملکی قوانین کی پابندی کی اعلیٰ اقدار کی وجہ سے یہ جماعت ساری دنیا میں اسلام کی حسین تعلیم کی علمبردار ہے۔ قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں جماعت کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ آج بفضلہٖ تعالیٰ یہ جماعت دنیا کے ایک سو اکاسی 181 ملکوں میں مستحکم طور پر قائم ہے اور دنیا بھر میں احمدی مسلمانوں کی تعداد 200 ملین سے زیادہ ہوچکی ہے۔ خلافت کی برکت نے جماعت کو باہمی اتحاد، غیر متزلزل ایمان اور اعمال صالحہ کی دولت عطا کرکے بنیانِ مرصوص بنادیا ہے اور ان سب برکات سے حصہ وافر عطا فرمایا ہے جن کا وعدہ آیت استخلاف میں جماعت مومنین سے کیا گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین۔ اسلام کی منادی اکنافِ عالم میں ہورہی ہے ﴿یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا﴾ (سورۃ النصر) کا ایمان افروز نظارہ ہماری نظروں کے سامنے ہے اور دوسری طرف، جب بھی اور جہاں بھی، جماعت کے مخالفین کی طرف سے خوف کی کوئی حالت پیدا کی جاتی ہے، خدا تعالیٰ کی نصرت فوراً آسمان سے اترتی ہے اور ہر حالتِ خوف کو امن میں تبدیل کردیتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم احسان ہے کہ ہم خلافت کی برکت سے تائیداتِ الٰہیہ کے ایمان افروز جلوے دن رات دیکھتے ہیں اور اللہ کرے ہمیشہ دیکھتے چلے جائیں۔

ہماری ذمہ داریاں
حضور انور کے ارشادات

خلافتِ احمدیہ کے تعلق میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب ہر احمدی کے دل پر ہمیشہ پوری طرح نقش رہنا چاہئے۔ آیئے سنئے کہ ہمارے پیارے آقا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے، مشفق ومہربان ناصح کے طور پر، کن الفاظ میں افرادِ جماعت کو خلافت کے تعلق میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ عرفان و حکمت پر مبنی یہ وہ سنہری الفاظ ہیں جو خدا کے محبوب بندہ کے منہ سے نکلے اور جن میں ہماری روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کا راز مضمر ہے۔

منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ نے اپنے سب سے پہلے پیغام میں فرمایا:

''قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑہائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے''

اسی پیغام میں آپ نے مزید فرمایا:

''پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہوجائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳۰ مئی ۲۰۰۳)

اپنے ایک پیغام میں آپ نے احباب جماعت سے فرمایا:

''یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہوجائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہوجائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہوجائے۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل 2004ء)

اپنے ایک حالیہ خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے:

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

’’ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ...... استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تا کہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں...... اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں......اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 27مئی 2005ء)

پہلی ذمہ داری: انعام خلافت پر شکر

نظام خلافت کی نعمت پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ سراپا شکر بن جائے تو تب بھی ہم اس نعمت عظمیٰ کے شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ پس اس تعلق میں ہماری سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اِس نعمت کی عظمت کا صحیح اِدراک اور اِحساس پیدا کریں اور دل کی گہرائی سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں اور اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ اور اس کو قبول کرتے ہوئے اپنے وعدہ کے مطابق خلافت کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق

خلیفۂ وقت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے نور، علم و معرفت اور مقام قبولیتِ دعا سے برکت حاصل کرنے کے لئے مومنین کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے ساتھ محبت وعقیدت اور فدائیت کا ایک ذاتی اور قریبی تعلق رکھیں۔ یہ وہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس دور میں ہمیں اتنے متنوع انداز میں اور اتنی سہولت سے میسر کی ہے جیسی اس سے قبل کبھی نہ تھی۔ خلیفۂ وقت سے ذاتی اور فیملی ملاقات کی صورت آج ہر احمدی کو میسر ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی ملک میں رہتا ہو، خلیفۂ وقت کے قدموں میں حاضر ہو کر وہ یہ شرف حاصل کر سکتا ہے۔ پھر حضور انور کے عالمگیر دورہ جات کے دوران ان ممالک کے احمدیوں کو یہ سعادت اپنے ملک میں رہتے ہوئے مل جاتی ہے۔ خطوط۔ فیکس اور ای میلز کے ذریعہ حضور انور سے براہ راست رابطہ کا پورا نظام موجود ہے۔ اس سے بھرپور استفادہ کرنا اور خلیفۂ وقت سے مسلسل رابطہ رکھنا ہماری اہم ذمہ داری ہے۔

خلیفۂ وقت کے لئے دعائیں

خلیفۂ وقت کا بابرکت وجود ساری جماعت کے لئے یُمن و سعادت اور برکتوں کا خزانہ ہے۔ خلیفۂ وقت کی مقبول دعائیں ساری جماعت کو ہر آن نصیب رہتی ہیں۔ اگرچہ اس احسان کا بدلہ تو کبھی چکایا نہیں جا سکتا لیکن ہر مخلص احمدی کا یہ فرض ضرور بنتا ہے کہ وہ ہمیشہ محسن آقا کے لئے مجسم دعا بنا رہے اور کبھی بھی اس بارہ میں غفلت کا شکار نہ ہو۔ اٹھتے بیٹھتے اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بروحِ القُدُس کے کلمات وردِ زبان رہنے چاہیں اور رسول مقبولِ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی مستحضر رہنی چاہئے جس میں آپؐ نے فرمایا: تمہارے بہترین سردار وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ تم ان کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

خلیفۂ وقت کی احباب جماعت سے محبت و شفقت کے نظارے تو ہم دن رات مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہمیں یہ جائزہ لینا چاہیے کہ ہماری محبت کا معیار کیا ہے۔ خلیفۂ وقت کی دعائیں تو ہم ہر آن حاصل کرتے ہیں ہماری فکر یہ ہونی چاہئے کہ کیا ہم بھی خلیفۂ وقت کے لئے دعا کرنے کا حق ادا کرتے ہیں یا نہیں؟

خلیفۂ وقت کی باتوں کا سننا

قرآن مجید میں جماعت مومنین کا شعار سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ ہمیشہ نیکی کی باتوں کو توجہ سے سنتے، سمجھتے اور یاد رکھتے ہیں اور پھر ان باتوں پر دل و جان سے عمل بھی کرتے ہیں۔ اطاعت کا پہلا زینہ سننا ہے، اسی لئے اس صفت کو پہلے رکھا گیا ہے۔ جو شخص سنے گا نہیں وہ عمل کیسے کر سکے گا؟ ہر احمدی کی ایک بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کی باتوں کو توجہ سے سنے اور اس کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر کان دھرے۔ خلیفہ وقت کو اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید اور راہنمائی نصیب ہوتی ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے اذن اور ہدایت سے بولتا ہے۔ علم و عرفان کے چشمے اس کی مبارک زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ وہ ان باتوں کی طرف جماعتِ مومنین کو بلاتا ہے جو وقت کی عین ضرورت اور ہر سننے والے کے لئے انتہائی مفید اور بابرکت ہوتی ہیں پس حضور انور کے پُر معارف خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے اور پوری توجہ سے سننا، بچوں کو سنانا اور سمجھانا ہر احمدی کی ایک بنیادی ذمہ داری ہے۔ حضور انور کے خطابات اور پیغامات کو سننا بھی بہت لازم ہے۔

ہر تحریک پر والہانہ لبیک

اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے آنے والی ہر آواز پر والہانہ لبیک کہا جائے۔ کسی ارشاد کو بھولنا یا اس کی طرف توجہ نہ دینا ایک احمدی کی شان نہیں۔ ہر احمدی کو اس بارہ میں ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ نہایت ادب کے ساتھ بطور یاددہانی میں چند امور احباب کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات جمعہ اور خطابات میں قیامِ نماز، دعاؤں اور عبادتوں کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے اور متعدد تربیتی امور کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے۔ یہ سب باتیں ہماری روحانی بقاء اور ترقی کے لئے اساسی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہر سچے مخلص احمدی کا فرض ہے کہ دیکھے اور سچے دل سے اپنا محاسبہ کرے کہ کیا وہ دیانت داری سے اِن میدانوں میں سرگرمِ عمل ہے یا نہیں۔ خلافت کی محبت کوئی رسمی بات نہیں۔ یہ جذبہ سچا ہے تو اس کا ثبوت نظر آنا چاہیے اور ہدایت پر عمل کرتے ہوئے نیک تبدیلی پیدا کرنا ہی اس کا حقیقی ثبوت ہے۔

پھر حضور نے بار بار تبلیغ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے مبارک لبوں سے نکلی ہوئی ہر آواز پر لبیک کہے اور عملاً وہ بات کر کے دکھادے۔ آج تبلیغ کے بہت وسیع میدان احمدی داعیان الی اللہ کے منتظر ہیں کہ وہ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے آئیں اور ظلمتوں میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر لے آئیں۔ آج اربوں دل ایسے ہیں جو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ناآشنا ہیں۔ ان دلوں کو اسلام کے محبت بھرے پیغام سے جیتنا ہمارا کام ہے اور یہی وہ فرض ہے جس کی طرف حضور انور ہمیں بلا رہے ہیں۔ اسلام اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے خلاف کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات دینا بھی ایک عظیم ذمہ داری ہے جو ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔

پھر ہمارے پیارے آقا نے مساجد کی تعمیر اور خدمتِ انسانیت کے بہت سے منصوبوں کے لئے مالی قربانیوں کی طرف بھی جماعت کو بلایا ہے۔ طاہر فاؤنڈیشن۔ سپین کی مسجد۔ مریم شادی فنڈ۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ وغیرہ۔ ابھی کل ہی حضور انور نے برطانیہ میں جماعت احمدیہ کی نئی جلسہ گاہ کے بارہ میں بھی تحریک فرمائی ہے۔ یہ سب نیکی کی راہیں ہیں جو مخیّر احباب کی راہ دیکھ رہی ہیں۔

تین سال بعد انشاء اللہ تعالیٰ خلافت احمدیہ کی صدسالہ جوبلی منائی جائے گی۔ اس حوالہ سے حضور انور نے ساری جماعت کو نفلی روزوں، نوافل اور دعاؤں کی ایک جامع تحریک فرمائی ہے۔ ہر فرد جماعت اس تحریک کا مخاطَب ہے اور ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس روحانی پروگرام میں بھرپور حصّہ لے۔

نیکی کا ایک اور میدان جس کی طرف ہمارے پیارے آقا نے ہمیں بلایا ہے وہ نظامِ وصیت میں شمولیت ہے۔ ٹھیک ایک سال قبل ہم سب نے اسی جلسہ سالانہ کے سٹیج سے ایک آواز سنی تھی۔ آج اس کو ۳۶۵ دن گزر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 16 ہزار سے زائد مخلصین نے آقا کی آواز پر والہانہ لبیک کہنے کی سعادت پائی۔ بہت ایسے ہیں جو ابھی تک یہ سعادت حاصل نہیں کر سکے۔ میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ اس تحریک کو معمولی خیال نہ کریں۔ یہ سچے اور مخلص احمدی میں فرق ظاہر کرنے والی تحریک ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں خدا کا یہ ارادہ ہے کہ ’’اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے‘‘۔ پھر یہ بھی تو دیکھو کہ یہ ہمارے آقا کے دل کی تمنا اور خواہش ہے۔ آپ نے فرمایا تھا:

’’میری یہ خواہش ہے اور میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں، اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے، اپنی نسلوں کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے شامل ہوں‘‘۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ یکم اگست ۲۰۰۴)

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ آج سے ٹھیک دس روز قبل حضور انور نے ایک بار پھر اپنے ایک خصوصی پیغام میں اس کا تاکیدی ذکر فرمایا ہے۔ جو دوست ابھی تک اس نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکے وہ اس ارشاد کو خوب کان کھول کر سن لیں اور عمل کی سعادت پائیں۔ آپ نے فرمایا:

’’میرا تمام دنیا کے احمدیوں کے لیے یہ پیغام ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان ارشادات کی روشنی میں، آپ کی خواہشات کے تابع، آگے بڑھیں اور مالی قربانی کے اس نظام میں شامل ہو جائیں۔ اپنی اصلاح کی خاطر اور اپنے انجام بالخیر کی خاطر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قدم آگے بڑھائیں اور اس کی جنتوں کے وارث بنیں‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۹ جولائی ۲۰۰۵)

ایک اور ذمہ داری۔ اولاد کو تلقین

مومنین کی ایک اور ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ نہ صرف خود نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کی خاطر خدمت کے ہر میدان میں کوشاں رہیں بلکہ اپنی اولاد میں بھی یہی روح اور جذبہ پیدا کریں۔ آج کے بچے اور نوجوان کل کو جماعت کے علمبردار اور نمائندہ بننے والے ہیں۔ ان کے دلوں میں نظام خلافت کی محبت پیدا کر کے ان کو اس بابرکت نظام سے وابستہ کرنا والدین کی ایک عظیم ذمہ داری ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت سے ایک عہد لیا تھا جو آج بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ عہد کے الفاظ یہ تھے:

’’ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام

بیلہ بوتیک میں 15 سے 31 / اگست تک سیل
سُوٹوں پہ 50% رعایت۔ جوتوں اور جیولری پہ 40%
کھلا کپڑا €1 سے €3 میٹر
اس کے علاوہ ہمارے ہاں Beauty Parlour کا بھی انتظام ہے
BELA BOUTIQUE : 069 24246490 . MOB. 01702128820
belaboutique@aol.com -- Kaiserstr 64-Laden 31 - Frankfurt

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد دَر اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما''۔

(الفضل ۱۶ فروری ۱۹۶۰)

عہدیداران کی ذمہ داری

جماعتی عہدیداران کے کندھوں پر عام افرادِ جماعت کی نسبت بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خصوصیت سے عہدیداران کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے اپنے ایک تازہ ترین خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''جو جماعتی نظام میں عہدیداران ہیں وہ صرف عہدے کے لئے عہدیدار نہیں ہیں بلکہ خدمت کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ نظامِ جماعت، جو نظامِ خلافت کا ایک حصہ ہے، کی ایک کڑی ہیں...... اس لئے عہدیدار کو بڑی محنت سے، ایمانداری سے اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے کام کو سرانجام دینا چاہئے.... یہ جو خدمت کے مواقع دیئے گئے ہیں یہ حکم چلانے کے لئے نہیں دیئے گئے بلکہ خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے ہیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۵ جولائی ۲۰۰۵)

نظامِ جماعت کی اطاعت

پھر اسی خطبہ جمعہ میں حضور انوار نے احباب جماعت کو بھی خلافت سے وفا کے حوالہ سے اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا:

''یاد رکھیں...... اگر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو خداتعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہے تو پھر نظامِ جماعت جو نظامِ خلافت کا حصہ ہے اس کی بھی پوری اطاعت کریں''۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۵ جولائی ۲۰۰۵)

اس ارشاد سے یہ امر پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ خلافت سے محبت کا تقاضا ،صرف خلیفہ وقت کی اطاعت ہی نہیں بلکہ نظام خلافت کی طرف سے قائم کردہ نظام جماعت اور اس کے ایک ایک عہدیدار کی اطاعت اور اس سے تعاون کرنا بھی لازم ہے۔ اگر کوئی شخص جماعتی نظام کی اطاعت نہیں کرتا اور منہ سے خلافت سے محبت اور وفا کے دعوے کرتا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں ہرگز سچا نہیں۔ حضور انور کا مذکورہ بالا ارشاد ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی وحدت کو توڑنے کی بات کرے تو اس کو سختی سے رد کرنا بھی مومنوں کی ذمہ داری ہے۔ ایک حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص تمہاری وحدت کو توڑنا چاہے تا کہ تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اس سے قطع تعلق کرلو اور اس کی بات نہ مانو''۔ (مسلم کتاب الامارة باب حکم من فرق حدیث 3443)

خلیفۂ وقت سے دلی وابستگی کی اہمیت اور فرضیت کے ذکر میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تاکیدی حدیث بھی ہمیشہ مدنظر رہنی چاہئے۔ آپؐ نے فرمایا:

''اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین میں موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لوٹ لیا جائے''۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث 22333)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ خلافت ہی درحقیقت دنیا میں سب سے بڑا اور قیمتی خزانہ ہے۔ جان اور مال سے بڑھ کر قیمتی دولت ہے۔ پس جب یہ دولت کسی جماعت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو تو اس سے چمٹ جانا اور اور ہر حالت میں چمٹے رہنا ہی زندگی اور بقا کی ضمانت ہے۔

دلی وابستگی اور اطاعت

خلافت کے تعلق میں مومنوں کی سب سے اہم اور بنیادی ذمہ داری نظام خلافت سے دلی وابستگی اور خلیفۂ وقت کی غیر مشروط مکمل اطاعت ہے۔ جب یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جس کو خلیفہ بنایا جاتا ہے وہ دنیا میں خدا کا نمائندہ اور سب سے محبوب شخص ہوتا ہے تو پھر ان باتوں کا لازمی تقاضا ہے کہ ایسے بابرکت وجود سے دل و جان سے محبت کی جائے اور اپنے آپ کو کلیۃً اس کی راہ میں فدا کر دیا جائے۔ یہ مضمون سورہ نور کی آیت استخلاف کے مطالعہ سے خوب روشن ہو جاتا ہے۔ خلافت کے مضمون سے پہلے اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا اور خلافت کے ذکر کے معاً بعد پھر اطاعتِ رسول کا ذکر موجود ہے۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہیں بلکہ اس میں یہ عظیم نکتہ مخفی ہے کہ خلیفہ کی اطاعت دراصل رسول ہی کی اطاعت ہے۔ اور رسول کی اطاعت کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ اس کے خلیفہ کی اطاعت بھی اسی وفا اور جانفشانی سے کی جائے جس طرح رسول کی اطاعت کا حق ہے۔

ہر احمدی کو یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو درختِ وجود کی سرسبز شاخیں قرار دے کر دراصل ہمیں یہ نصیحت فرمائی ہے کہ دیکھو میرے ساتھ اور میرے بعد میرے خلفاء کے ساتھ اگر تم نے تعلق پختہ رکھا اور اطاعت کا حق ادا کیا تو تب ہی تم سرسبز اور شاداب رہ سکو گے ورنہ جو تعلق منقطع کرے گا وہ درخت کے زرد پتوں کا انجام دیکھ لے اور عبرت پکڑے۔

وابستگی اور اطاعت کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے پرشوکت الفاظ سنئے۔ آپ نے فرمایا:

''میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حَبۡلُ اللّٰہِ کے ساتھ ہو...... چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا پس اس نعمت کا شکر کرو کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے''۔ (خطباتِ نور صفحہ ۱۳۱)

اختتامیہ

میرے بھائیو اور بہنو! میرے عزیزو اور بزرگو! آیئے ذرا دیکھیں کہ ہمارے اسلاف نے اطاعت وفدائیت کے کیسے اعلیٰ نمونے قائم فرمائے اور ساتھ کے ساتھ اپنا بھی جائزہ لیتے جائیں کہ وہ کس مقام پر تھے اور ہم کس جگہ پر ہیں۔ آیئے ذرا دیکھیں کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے کس طرح پروانہ صفت، شمعِ رسالت کا طواف کیا۔ اطاعت اور فدائیت میں وہ نمونے دکھائے کہ جیتے جی اللہ تعالیٰ سے یہ پروانۂ خوشنودی حاصل کرلیا کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ خدا ان سے راضی اور وہ اپنے مولیٰ سے خوش۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آگے بھی اور پیچھے بھی اور دشمن اُس وقت تک آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتے ہوئے نہ آئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ وفا کے پتلوں نے واقعی ایسا کر دکھایا۔ ایک صحابی اس جانفشانی سے لڑے کہ جسم کے ستر ٹکڑے ہوگئے اور انگلی کے ایک پورے کو دیکھ کر اس شہید کی بہن نے اپنے بھائی کو پہچانا۔

ایک موقع پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں کھڑے صحابہ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ گلی میں آتے ہوئے عبداللہ بن رواحہؓ وہیں بیٹھ گئے کہ یہ حکمِ رسول کان میں پڑ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ اِس کی تعمیل میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر ہو جائے اور کون جانتا ہے کہ اگلے لمحے کیا ہو جائے۔ حرمتِ شراب سے قبل ایک جگہ شراب کا دور زوروں پر تھا منادی کی آواز آئی کہ خدا کے رسول نے شراب کے حرام ہونے کا اعلان کیا ہے۔ جذبۂ اطاعت ذہنوں میں اسقدر راسخ ہو چکا تھا کہ شراب کے نشہ کے باوجود ایک صحابی اٹھے اور لاٹھی سے شراب کا مٹکا چکنا چور کر دیا کہ بس حکم آگیا ہے اب تاخیر کیسی؟

پھر دیکھو کہ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے غلاموں کا کیا حال تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانثار صحابہ نے بھی اطاعت کا عَلَم بڑے عاشقانہ انداز میں سربلند رکھا۔ آواز سن کر بیٹھ جانے کا واقعہ یہاں بھی ہوا۔ مسیح پاک علیہ السلام نے مسجد میں کھڑے لوگوں سے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ اور میاں کریم بخش جو ابھی مسجد کے ساتھ والی گلی میں تھے آواز سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو یہی کہا کہ جب مسیح کا فرمان کان میں پڑ گیا تو پھر میرا کام یہی تھا کہ اُسی وقت اطاعت کرتا۔ اطاعت کے میدان میں حضرت مولانا نور الدین کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آقا نے دہلی سے پیغام بھجوایا کہ فوراً آجائیں پروانۂ مہدی اسی لمحہ کام چھوڑ کر روانہ ہو گیا۔ جوتی بھی چلتے چلتے درست کی۔ خالی ہاتھ نکل پڑے کہ فوراً کا مطلب ہے فوراً اور سیدھے دہلی پہنچ کر حضور کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔ بھیرہ سے قادیان آئے اور جب مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ اب آپ بھیرہ کا خیال بھی دل سے نکال دیں تو وفا اور اطاعت کے پتلے نے پھر عمر بھر وطن کا سوچا بھی نہیں۔ اطاعت ہو تو ایسی۔ یہی وہ خوش نصیب وجود ہے جس کے بارہ میں مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نورالدین تو میری اِس طرح اطاعت کرتا ہے جس طرح نبض دل کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔ حضرت حافظ روشن علی صاحب کی مثال بھی کیا عجیب مثال ہے۔ ابتدائی زمانہ میں اس درویش بزرگ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا ہوا کرتا تھا۔ جمعرات کی رات کو دھو لیتے اور جمعہ کی صبح پہن لیتے۔ ایک بار ایسے ہوا کہ سردیوں کی شدید سرد رات میں کپڑے دھو کر لٹکائے ہوئے تھے کہ مسیح پاک علیہ السلام کی طرف سے پیغام آیا کہ کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور جانا ہے ساتھ جانے کے لئے ابھی آجائیں۔ فدائی روشن علی اٹھا، وہی گیلے کپڑے پہن لئے اور سردی سے بچاؤ کے لئے لحاف لپیٹ کر ساتھ ہولیا!

حضرات! اطاعت کی اس جیسی ایمان افروز مثالوں سے اسلام و احمدیت کے ہر دو ادوار اس طرح بھرے پڑے ہیں جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ باتیں صرف سننے سنانے کے لیے نہیں بلکہ یہ وہ معیار ہیں جو ہمیں دعوتِ عمل دیتے ہیں کہ ہم بھی ان سب دعووں کو سچ کر دکھائیں جو ہم ہر بار تجدید بیعت کے وقت کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک، ہر بار یہ کہتا ہے اور سینکڑوں بار کہتا آیا ہے کہ اے میرے آقا! میں آپ کے ہر حکم پر، آپ کے ہر اشارہ پر، آپ کی ہر خواہش پر سو جان سے قربان۔

لیڈیز کپڑے کی مکمل کولیکشن

اب آپ سے صرف ایک Click دور!

انٹرنیٹ سے ابھی چوائس کریں اور پوری دنیا میں گھر بیٹھے ڈلیوری پائیں

www.woostyles.co.uk

Terms and Conditions applied

آپ مجھے جو بھی ارشاد فرمائیں گے، جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اور اپنے عہدِ بیعت کی ایک ایک بات کو عمل کی دنیا میں سچ کر دکھاؤں گا۔

پس اے احمدیت کے جانثارو! اے خلافتِ احمدیہ کے پروانو! آج وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے سارے عہد و پیمان واقعی سچ کر دکھائیں۔ ہمارے اسلاف نے جو نمونے دکھائے ان کو پھر تازہ کریں کہ ہم بھی تو اطاعت اور وفا کے دعووں میں اُن سے پیچھے نہیں۔ دیکھو ہمارا محبوب آقا، مسیح محمدی کا خلیفہ، اس دور میں اسلام کا سالارِ اعظم، جس کے دستِ مبارک پر ہم نے سب کچھ قربان کرنے کا عہد کیا ہوا ہے وہ کتنے درد سے اور کتنے پیار سے ہمیں دعوتِ عمل دے رہا ہے۔ آؤ، خلافت سے وفا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آؤ! اور آج اس مجلس سے یہ سچا عہد کر کے اٹھو کہ ہم خلافتِ احمدیہ کی حفاظت اور استحکام کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں گے، خلیفۂ وقت کے دست و بازو اور ادنیٰ چاکر بن کر ہمیشہ اس کی ہر آواز پر سچے دل سے لبیک کہیں گے۔ ہمیشہ گوش بر آوازِ آقا رہیں گے اور اے ہمارے محبوب آقا! تو نیکی کی جس راہ کی طرف بھی ہمیں بلائے گا ہم دیوانہ وار تیرے اشاروں پر اپنی جان، مال، وقت اور عزت، ہر چیز قربان کر دیں گے۔ ہماری زندگی اور ہماری موت تیرے قدموں میں ہوگی اور ہم میں سے ایک ایک فرد خدا کو گواہ بنا کر آج اس عہد کو پھر سے تازہ کرتا ہے کہ ہم تیرے مبارک الفاظ کو اپنے سینوں میں جگہ دیں گے۔ اُن کو عمل کے سانچوں میں ڈھالیں گے اور تیری ہر ہدایت پر اس طرح والہانہ لبیک کہیں گے کہ اطاعت کے پیکر فرشتے بھی اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھیں۔ اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اِس وعدہ کو پورا کرسکیں اور زندگی کے آخری سانس تک وفا کے ساتھ اِس عہد کو نبھاتے چلے جائیں۔ آمین۔ وآخرُ دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

❁❁❁❁❁

حضرت عُزَیر علیہ السلام کا احسان
جسے اسرائیلی کبھی فراموش نہیں کر سکتے

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

یہود کا ایک فرقہ حضرت عُزیرؑ کو ابن اللہ مانتا تھا

حضرت عُزیر علیہ السلام کو یہود میں ان کی خدمات کے سبب ایک خصوصی مقام حاصل تھا اور ان کے اس حد تک معتقد تھے کہ ان کے ایک فرقہ نے انہیں خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا۔ بنی اسرائیل اپنے خاص مذہبی محاورہ میں ہر اس شخص کو اِستعارۃً ابن اللہ کہہ دیا کرتے تھے جو اُن کے نزدیک خدا کو ایسا پیارا ہوتا تھا جیسے ایک باپ کو اس کا بیٹا ہوتا ہے اور جو خدا کی صفات اور قدرت کا مظہر ہوتا تھا۔ چنانچہ ان معنوں میں بائبل میں اسرائیل، اِفرئیم، داؤد، سلیمان، آدم اور عیسیٰ علیہم السلام کو ابن اللہ کہا گیا۔ (دیکھیں Exodus 4:23 ;Jeremiah 31:9 ; Psalms 2:7 1-Chronicles 22:10; Luke 3:38;John3:16; Romans8:14; 1 John 5:1)

قرائن سے پتہ لگتا ہے کہ یہود اِسی مروجہ اصطلاح میں حضرت عُزیر علیہ السلام کو بھی استعارۃً ابن اللہ کہتے ہوں گے۔ مگر رفتہ رفتہ (عیسائیوں کی طرح) ان کے ایک حصہ نے ان کو حقیقی معنوں میں ابن اللہ کہنا شروع کر دیا۔ مگر جس طرح مذہب، فرقے بنتے مٹتے رہتے ہیں یہ فرقہ بھی مرورِ زمانہ سے مٹ گیا اور آج یہودیوں میں سے کوئی انہیں خدا کا بیٹا نہیں مانتا۔

حضرت عزیرؑ کو ابن اللہ کہنے کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ملتا ہے:

”اور یہود نے کہا کہ عُزیر، اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ محض ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ ان لوگوں کے قول کی نقل کر رہے ہیں جنہوں نے (ان سے پہلے) کفر کیا تھا۔ اللہ انہیں نابود کرے یہ کہاں اُلٹے پھرائے جاتے ہیں“۔ (سورۃ التوبہ آیت30)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

اِس آیت میں یہ پیشگوئی مضمر ہے کہ جس طرح عُزیر کو ابن اللہ کہنے والے نابود ہو چکے ہیں اسی طرح یہ بھی مقدر ہے کہ عیسیٰؑ کو ابن اللہ کہنے والے بھی نہیں رہیں گے۔ وہ بھی اس عقیدہ کو انہی کی طرح بیزار ہو کر ترک کر دیں گے۔ چونکہ آجکل یہود عزیر کو ابن اللہ نہیں کہتے اس لئے بعض معترضینِ اسلام کہتے ہیں کہ قرآن نے ایک خلافِ حقیقت بات کہہ دی ہے۔

اس اعتراض کا جو جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دیا ہے وہ درج ذیل ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

”دنیا میں کئی مذاہب آتے ہیں پھر مٹتے ہیں۔ ایک فرقہ تھا یہود سے وہ حضرموت (غربی کنارۂ یمن) میں رہتا تھا۔ وہ عُزیر کو ابن اللہ کہتے تھے۔ ہجری چوتھی صدی تک ان کا بقایا رہا ہے۔ پس یہ اعتراض نہیں چاہئے کہ اب تو یہود نہیں کہتے عزیر ابن اللہ تھے۔ کیونکہ دنیا میں ایسا ہوتا آیا ہے۔ دیکھو قسطلانی داؤد ظاہری لَیث کے مُتّبعین اب نہیں پائے جاتے مگر کتابوں میں ان کا ذکر ہے۔“ (نوٹ درسِ القرآن فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ مطبوعہ قادیان اکتوبر ۱۹۳۲ء صفحہ ۲۶۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(قرآن مجید انگریزی مرتبہ ملک غلام فریدؓ ۔ ترجمہ نوٹ 1176)

”عُزیر یا عزرا (EZRA) پانچویں صدی قبل مسیح میں گزرے ہیں۔ آپ سیرائیاہ (SERAIAH) نسل میں سے تھے جو اپنے وقت کے بڑے دینی پیشوا (HIGH PRIEST) تھے۔ آپ خود بھی دینی پیشوائی سلسلہ کے رکن تھے اور بطور ”دینی پیشوا عزرا“ (EZRA,THE PREIST) کے جانے جاتے تھے۔ وہ اپنے زمانہ کی اہم کی ترین شخصیات میں سے تھے اور ان کی شخصیت نے یہودی مذہب کی نشو ونما پر ایک دوررس اثر پیدا کیا۔ انبیا بنی اسرائیل میں انہیں عزت کا ایک خاص مقام حاصل تھا۔ مدینہ کے یہود اور حضرموت کا ایک یہودی فرقہ انہیں خدا کا بیٹا مانتا تھا۔ یہودی علماء ان کا نام کئی اداروں سے منسوب کرتے ہیں۔

رِنین (RENAN) نے اپنی کتاب History of the People of Israel کے دیباچہ میں یہ رائے دی ہے کہ یہودیت کے معیّن ڈھانچہ (قانون) کا آغاز صرف عزرا کے وقت سے ہی کیا جاسکتا ہے۔ یہودیوں کے مذہبی پیشواؤں کے ریکارڈ کے مطابق تو عزیرؑ کو اس قابل خیال کیا جاتا ہے کہ اگر شریعت پہلے ہی موسیٰؑ کی معرفت نہ دے دی گئی ہوتی تو عزرا کا یہ مقام تھا کہ ان اسکے لانے کا ذریعہ بنایا جاتا۔ انہوں نے نحمیاہؑ کے ساتھ مل کر کام کیا اور بابل کی سلطنت میں 120 سال کی عمر میں وفات پائی۔

(جیوش انسائیکلوپیڈیا و انسائیکلوپیڈیا برٹنیکا بحوالہ نوٹ 1176 بر صفحہ 402 ترجمہ و تفسیر انگریزی)

باوجودیکہ سورۃ التوبہ کی یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی تھی لیکن مدینہ کے یہود نے کبھی یہ اعتراض نہیں کیا تھا کہ وہ عُزیر کو ابن اللہ نہیں مانتے اس لئے کہ وہ ایسا اعتقاد رکھتے تھے۔

حضرت عُزیر کی بعثت کا تاریخی پس منظر

حضرت عزیر علیہ السلام اسرائیلی تاریخ کے جس نازک موڑ پر مبعوث ہوئے تھے اُس کے پس منظر کے بیان سے ان کے کاموں کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ کنعان (فلسطین) کی ابتدائی تاریخ کے مطابق آج سے تقریباً 4500 سال پہلے (2500 ق م) عرب سے سامی (SEMITE) نسل کے قبائل وہاں آباد ہوئے تھے۔ یہ پتھر کا زمانہ تھا۔ چنانچہ اس زمانہ کے کئی ہتھیار یروشلم کے قریب سے دریافت ہو چکے ہیں۔ تقریباً 1400 قبل مسیح میں یروشلم کا علاقہ مصریوں کا باجگزار بن چکا تھا (Vol13,P7 Encycl.Britanica) اس وقت تک نہ اسرائیلی قوم ابھی وجود میں آئی تھی نہ اسماعیلی۔ اس کے قریباً 500 سال بعد (2000 ق م) میں ابراہیم علیہ السلام اپنے شہر اُور (UR) سے جو جنوبی عراق میں واقع تھا ہجرت کر کے یروشلم (بیت المقدّس) میں آباد ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت آپ نے اپنے بیٹے اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کو اس کی پہلے سے موجود بنیادوں پر دوبارہ کھڑا کیا اور اس واقعہ کے چالیس سال بعد آپ نے اپنے دوسرے بیٹے اسحٰقؑ کے لئے بیت المقدس میں خانہ کعبہ کی ظلّیت میں ایک ”بیت اِیل“ (مسجد) تعمیر کی۔ چونکہ آپ نے ایسا خدا کی منشاء کے مطابق کیا اس لئے وہ جگہ ارضِ مقدس یا ارضِ حرم قرار پائی اور یہی مسجد بنی اسرائیل کے انبیاء کا قبلہ ٹھہری۔ یہی وجہ ہے کہ بیت المقدس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی قرآن اور بائبل کے مطابق ارضِ حرم کا درجہ رکھتا تھا۔ چنانچہ قرآن کے مطابق انہوں نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ”اے میری قوم! ارضِ مقدّس میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ رکھی ہے۔“ (المائدہ: 22)

بائبل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰؑ فلسطین کو ارضِ حرم یقین کرتے تھے چنانچہ وہ اپنی نظم میں کہتے ہیں کہ ”اے خدا تو نے رحم کرتے ہوئے جن کو نجات دلائی تھی اپنی طاقت سے ارضِ مقدّس کی طرف ان کی رہنمائی کی“۔ (EXODUS 15:13)

اس ارضِ مقدس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے اس وعدہ کا ذکر فرماتا ہے جو اُس نے داؤد علیہ السلام کے ذریعہ زبور میں دیا تھا فرمایا:

”اور یقیناً ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ لکھ رکھا تھا کہ لازماً موعود زمین کو میرے صالح بندے ہی ورثہ میں پائیں گے۔“ (سورۃ الانبیاء آیت106)

زبور کی جس پیشگوئی کا اس آیۂ کریمہ میں ذکر ہے وہ ان الفاظ میں آتی ہے:

”صالح اس زمین (ارضِ مقدّس) کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ بسے رہیں گے“۔

(Pascms37:29)

لیکن اس زمین پر جو لوگ فساد برپا کریں گے وہ سزا پائیں گے۔ چنانچہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو واضح طور پر بتا دی تھی کہ تم زمین میں دوبار عظیم فساد برپا کرو گے اور اس کی پاداش میں تم تباہ و برباد ہو گے۔ اس کا ذکر سورہ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں آیا ہے۔ جہاں فرمایا: ”اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل کو اس قضا سے کھول کر آگاہ کر دیا تھا کہ تم ضرور زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے اور یقیناً ایک بڑی سرکشی کرتے ہوئے چھا جاؤ گے“۔ (بنی اسرائیل 17:5)

اِن دو عذابوں کا ذکر قرآن مجید کی ایک اور آیت میں بھی ہے جہاں فرمایا ”جن لوگوں نے بنی اسرائیل سے کفر کیا وہ داؤد کی زبان سے لعنت ڈالے گئے اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے بھی۔ یہ ان کے نافرمان ہو جانے کے سبب سے اور اس سبب سے ہوا کہ وہ حد سے تجاوز کیا کرتے تھے“۔ (المائدہ: 79)

اس پیشگوئی کے مطابق حضرت داؤدؑ کے 400 سال بعد بابل کے بادشاہ Nebuchad Nezzar نے 588 تا 586 قبل مسیح کے درمیان یروشلم

Glebe TRAVELS
Lowest fares to
Pakistan & India
0208 336 0794
07765 32 46 01
www.glebetravels.com
adil@glebetravels.com

کو تباہ کیا اور دوسری بار 68عیسوی میں ٹائٹس (TITUS) رومی نے یروشلم کو تباہ کیا۔ پہلی تباہی کے تقریباً سوسال بعد حضرت عُزیر علیہ السلام واپس بیت المقدس آئے ۔یہ واقعہ بائبل میں 2 Kings CH.25 میں بیان کیا گیا ہے جس کے مطابق نبوکدنضر نے یروشلم پر چڑھائی کی اور586 قبل مسیح میں فلسطین کے دارالحکومت یروشلم کا محاصرہ کرلیا۔شہر کے اندر جب غلّہ کم ہوگیا تو588ق م میں شہر کی دیوار توڑ دی گئی۔اس وقت یروشلم کا بادشاہ صدقیاہ تھا۔وہ بھاگ اُٹھا مگر پکڑا گیا۔ اس کی آنکھیں نکالی گئیں اور آنکھیں نکالنے سے پہلے اس کے بیٹوں کو اس کے سامنے ہلاک کردیا گیا۔پھر اُس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر اُسے بابل لے گئے۔

(آیت 4تا 7)

بابل کے بادشاہ نے خداوند کا گھر، بادشاہ کا محل، ہر رئیس کا مکان بلکہ ہر گھر جلا دیا، یروشلم کے اردگرد کی دیواروں کو گرا دیا، یہودیوں کی مقدّس کتابیں بھی جلا کر راکھ کردی گئیں۔

بائبل کے مٹنے کے بعد حضرت عُزیر نے اپنی یادداشت کی بناپر اسے دوبارہ لکھا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بائبل کی تاریخ کے اس اہم ترین واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تورات کی اندرونی شہادت سے یہ امر ظاہر ہورہا ہے کہ یہ کتاب مٹ گئی تھی اور اس کے مٹنے کا باعث یہ ہوا کہ چھٹی صدی قبل مسیح یعنی چودھویں صدی ابراہیمی کے آخر میں جب بخت نصر نے بیت المقدس کو جلادیا تو توراۃ کی مقدس کتابیں بھی جل گئیں اور یہود قید ہوکر بابل میں لے جائے گئے جہاں ستّر (70) سال تک قید رہے۔اس اسیری کے بعد وہ رہا ہوئے اور حضرت عُزیرؑ جن کی کتاب پرانے عہدنامہ میں پائی جاتی ہے۔انہوں نے اس کتاب کی تدوین دیگر احبار سمیت کی اور اپنی یادداشت کی بناپر اُسے لکھا۔

حضرت عُزیرؑ کے نام سے ایک اور کتاب (ESDRAS) یونانی زبان میں موجود ہے جو حضرت عُزیر کی اُس کتاب کے علاوہ ہے جو پرانے عہدنامہ میں پائی جاتی ہے ۔اگرچہ یہ کتاب موجودہ بائبل کی کتابوں میں شامل نہیں مگر بائبل سے کسی درجہ کم معتبر نہیں چنانچہ بائبل کا جو ضمیمہ بعد میں مرتب ہوا ہے اُس میں ESDRAS کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔اس کتاب کی دوسری کتاب کے چودھویں باب کو پڑھ کر یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کس طرح حضرت عزیرؑ نے اپنے پانچ ساتھیوں سمیت چالیس دن تک توراۃ کو لکھا۔کتاب مذکور کے چودھویں باب میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہے۔لکھا ہے:

''دیکھو اے خدا میں جاؤں گا جیسا کہ تُو نے مجھے حکم دیا ہے اور جو لوگ موجود ہیں ان کو فہمائش کروں گا۔ لیکن جو لوگ کہ بعد میں پیدا ہوں گے ان کو کون فہمائش کرے گا۔اس طرح دنیا تاریکی میں ہے اور جو لوگ اس میں رہتے ہیں بغیر روشنی کے ہیں کیونکہ تیرا قانون جل گیا۔پس کون نہیں جانتا اُن چیزوں کو جو تو کرتا ہے اور ان کاموں کو جو شروع ہونے والے ہیں۔لیکن اگر مجھ پر تیری مہربانی ہے تو تُو روح القدس کو مجھ میں بھیج اور میں لکھوں تمام جو کہ دنیا میں ابتدا سے ہوا ہے اور جو کچھ تیرے قانون میں لکھا تھا تاکہ تیری راہ کو پاویں۔اور وہ لوگ جو اخیر زمانہ میں ہوں گے زندہ رہیں۔اور اُس نے مجھ کو یہ جواب دیا کہ جا اپنے راستے سے لوگوں کو اکٹھا کر اُن سے کہہ کہ وہ چالیس دن تک تجھ کو نہ ڈھونڈیں۔ لیکن دیکھ تو بہت سے صندوق کے تختے تیار کر اور اپنے ساتھ اکانس (Echanus) ، سلیمیا (Selemia) ، ڈبریا (Dabaria)، سیریا (saria) اور اسیل (Esial) کو لے اور ان پانچوں کو جو بہت تیزی سے لکھنے کو تیار ہیں اور یہاں آ اور میں تیرے دل میں سمجھ کی شمع روشن کروں گا جو نہ بجھے گی تا وقتیکہ وہ چیزیں پوری نہ ہوں جو تو لکھنی شروع کرے گا ''۔(آیت 2تا 25)

غرض حضرت عُزیرؑ اور پانچ زودنویس چالیس روز تک لوگوں سے الگ تھلگ رہے اور الہامی تائید سے انہوں نے چالیس دن میں دوسو چار کتابیں لکھیں (آیت 44) جن میں نہ صرف تورات بلکہ وہ سب کتابیں جو حضرت موسیٰؑ سے لے کر حضرت عُزیر تک پیغمبروں کی طرف منسوب تھیں شامل ہیں۔

مزید برآں یہ کہ تاریخی طور پر اس بات کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا کہ یہودیوں میں توراۃ کو حفظ کرنے کا عام رواج ہو ۔بلکہ آج تک بھی یہود میں تورات کو حفظ کرنے کا عام رواج نہیں اور جبکہ ان میں حفظ کا رواج نہیں تھا یہ کیونکر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جن لوگوں نے دوبارہ توراۃ کو لکھا تھا انہوں نے اُسے صحیح طور پر ہی لکھا تھا۔توراۃ کی دوبارہ تدوین یہود کی جلاوطنی کے ایک لمبے عرصہ کے بعد ہوئی ہے ۔بخت نصر یہود کو قید کرکے بابل لے گیا تھا اور وہاں اُس نے ایک مدّت تک اُن کو اپنی غلامی میں رکھا۔یہ مُدّت تقریباً ساٹھ ستّر سال بنتی ہے۔(دیکھو تاریخ بائبل مصنفہ پادری ولیم .جی .بلیکی۔بارھواں باب)

اس کے بعد سائرس فارس اور مید کے بادشاہ کا زور ہوا تو اس کے ساتھ یہود نے خفیہ سمجھوتہ کیا اور اُس کے حملہ آور ہونے پر اندر سے اُس کی مدد کی جس کی وجہ سے وہ بابل پر بہت جلد قابض ہوگیا۔اس کے بعد انعام کے طور پر اس نے بنی اسرائیل کو اپنے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت دے دی۔اُس وقت عزرا نبی کا زمانہ تھا اور انہی کے زمانہ میں دوبارہ توراۃ لکھی گئی۔یہ سارا عرصہ تقریباً سوسال کا بنتا ہے اور ہر شخص قیاس کرسکتا ہے کہ اس عرصہ میں کتنے لوگ زندہ رہے ہوں گے اور کتنے مرچکے ہوں گے۔

بخت نصر کے حملے اور عزرا نبی کے زمانہ میں سو سال کا جو وقفہ ہے اس میں اگر یہود کو توراۃ حفظ ہوتی تب بھی اتنے لمبے عرصہ کے بعد اس کا دوبارہ لکھا جانا یقینی نہیں سمجھا جاسکتا تھا کیونکہ بہت سے لوگ مرچکے ہوں گے۔لیکن ان میں تو حفظ کا رواج ہی نہیں تھا اس لئے انہوں نے جو کچھ لکھا قیاسی اور خیالی طور پر لکھا۔چنانچہ اس کا ثبوت بائبل سے ہی اس رنگ میں ملتا ہے کہ پہلے تو یہ ذکر آتا ہے کہ موسیٰؑ سے خدا نے یہ کہا اور موسیٰ کو خدا نے یہ حکم دیا مگر اس کے بعد لکھا ہے:

''سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق مُوآب کی سرزمین میں مرگیا اور اس نے اُسے مُوآب کی ایک وادی میں بیتِ فغور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سوبیس برس کا تھا کہ نہ اُس کی آنکھیں دھندلائیں اور نہ اُس کی تازگی جاتی رہی۔''

(استثناء باب34آیت 5تا7)

اب کیا کوئی شخص تسلیم کرسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ موسیٰ سے کہہ رہا ہے کہ پھر موسیٰ مرگیا اور اُسے موآب کی ایک وادی میں گاڑا گیا مگر اب اسکی قبر کا کہیں پتہ نہیں چلتا .صاف پتہ لگتا ہے کہ موسیٰ کی وفات کے بعد کسی شخص نے یہ حالات لکھے ہیں اور اُس وقت لکھے ہیں جبکہ موسیٰ کی قبر کا بھی لوگوں کو علم نہیں رہا تھا کہ وہ کہاں گئی''۔

(از تفسیر کبیر حضرت مصلح موعودؓ زیرِتفسیر سورہ اعلیٰ۔آیت 6)

حضرت عُزیر جنہوں نے بائبل کو دوبارہ یادداشت کی بناپر لکھا ان کو خود بھی بعض مقامات کے درست ہونے پر شک تھا ۔چنانچہ انہوں نے ایسے مقامات پر نشان لگا دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر ایلیا (ELIJAH) نبی ان مقامات کو درست قرار دیں تو انہیں رہنے دیں ورنہ کتابوں میں سے نکال دیں۔اس کا ذکر Jewish Encyclopedia میں ملتا ہے۔جس کا حوالہ حضرت مصلح موعودؓ نے دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی میں دیا ہے۔آپ فرماتے ہیں ۔ (ترجمہ از انگریزی):

''اسرائیل کی تاریخ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نبوکدنضر کے وقت میں اسرائیلی کتب جلادی گئی تھیں اور ضائع کردی گئیں تھیں ۔ان کو عزرا نبی نے دوبارہ لکھا تھا اور عزرا کے متعلق ہم یہودی لٹریچر میں یہ پڑھتے ہیں'' یہ بھول چکی تھیں اور عزرا نے انہیں دوبارہ بحال کیا''۔

(جیوئش انسا ئیکلو پیڈیا جلد 5صفحہ 322)

اور پھر لکھا ہے:

''عزرا نے کتب خمسہ (Pentateuch) کے متن کو دوبارہ رائج کیا اور اس میں آشوری اور مربع رسم الخط کو داخل کیا'' (ایضاً) پھر ہم پڑھتے ہیں:

'' انہوں (عزرا) نے متن کے بعض الفاظ کے درست ہونے پر شک کا اظہار کرتے ہوئے ان پر نقطے ڈال دئے تھے اور کہا تھا کہ اگر ایلیا (Elijah) ان کو منظور کردیں تو نقطوں کو نظرانداز کردیں اور اگر وہ نامنظور کریں تو مشکوک الفاظ کو متن سے خارج کردیں''۔

(ایضاً)

ان حوالوں سے واضح ہوتا ہے کہ توراۃ جس صورت میں بھی اس وقت تھی وہ بہت غیر یقینی اور ناقابلِ اعتبار کتاب تھی خواہ وہ اس شکل میں ہو جو اُسے عزرا نے دی یا جس صورت میں پہلے وقتوں سے چلی آئی تھی۔''

(General Introduction of Holy Quran by Hazrat Musleh-e-Maud ,Page18)

حضرت عزیر کی خدمت بلاشبہ عظیم تھی مگر بشری کمزوریوں سے پاک نہ تھی

حضرت عُزیر نے مِٹی ہوئی کتابوں کو اپنے حافظہ کی مدد سے دوبارہ لکھ کر اپنی قوم کی بے بہا خدمت کی۔اُن سے ایک صدی پہلے ایک عظیم بادشاہ نے بائبل کی سب کتابوں کو جلا کر راکھ کردیا تھا اور اب اسرائیلوں کے ہاتھ میں کچھ بھی نہ رہا تھا۔لیکن وہ بہرحال انسان تھے اور بشری کمزوریاں نسیان وغیرہ بھی ان کے ساتھ لگی ہوئی تھیں اس لئے بہت سی غلطیاں اُن میں راہ پاگئیں۔پھر موجودہ بائبل کے متعلق یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ یہ یقیناً وہی ہے جو حضرت عُزیر نے لکھی تھی۔ہوسکتا ہے بعد میں ان میں تحریف ہوتی رہی ہو۔

ان کتابوں میں غلطیاں یقیناً داخل ہوگئی ہیں جن کی وجہ سے وہ قابلِ اعتبار نہیں ہیں بطور نمونہ چند فروگزاشتوں کا ذکر یہاں مناسب ہوگا۔

(حوالے King James Version سے ہیں)

1۔ابراہیمؑ کو خدا کا نام ''یہوواہ'' معلوم نہ تھا۔

(Exodus 6:3)

ابراہیمؑ کو خدا کا یہ نام معلوم تھا اسی لئے ایک جگہ کا نام انہوں نے ''یہوواہ جیرے'' رکھا۔

(Geneiss 22:14)

2۔ہارونؑ نے جہاں وفات پائی اس جگہ کا نام ماؤنٹ ''Hor'' تھا۔(Number: 33238)

ہارونؑ نے جس جگہ وفات پائی اس کا نام ''Mosera'' تھا۔(Deut. 10:6)

3۔جیسی (Jesse) کے بچوں کی تعداد آٹھ تھی۔

(1-Samuel 16:10-11)

جیسی کے بچوں کی تعداد سات تھی۔

(1-Chronicle 2:13-15)

4۔مائیکل (Michal) کا کوئی بچہ نہ تھا۔

(2-Samuels 6:23)

مائیکل کے پانچ بیٹے تھے (2-Samuels 21:8)

5۔بن یامین (Benjamin) کے بیٹوں کی تعداد تین تھی۔(1-Chronicles 7:6)

بن یامین کے بیٹوں کی تعداد پانچ تھی (1-Chronicles 8:1-2)

سچ تو یہ ہے کہ ہر کمزوری سے پاک، علیم وخبیر ذات تو صرف خدا کی ہے۔اسی لئے قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ اس میں کوئی تضاد نہیں ۔فرمایا:''پس کیا وہ قرآن پر تدبّر نہیں کرتے؟ حالانکہ اگر وہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے''۔

(النساء:83)

جو باتیں سینہ بہ سینہ بطور روایات آگے چلتی ہیں ان میں تضاد کا راہ پاجانا کوئی قابلِ تعجب امر نہیں بہرحال حضرت عُزیر علیہ السلام کی خدمت قابلِ قدر ہے۔اللہ انہیں اس کی جزا دے اور بوجہ بشری کمزوری جو غلطیاں ہوگئی ہیں ان سے درگزر فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

جماعت احمدیہ بینن کی ابتدائی تاریخ

روزنامہ "الفضل" ربوہ 28/دسمبر 2004ء میں جماعت احمدیہ بینن کی ابتدائی تاریخ اور ترقیات کے بارہ میں مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

1957ء میں نائیجیریا سے تین افراد کا وفد بینن (Benin) کے شہر Portonovo میں پہنچا جس کی قیادت مکرم الحاج سیکرو داؤدہ کررہے تھے جن کا تعلق پورتونووو سے ہی تھا۔ یہ وفد مکرم الحاج راجی بصیرو کے گھر میں پہنچا۔ ظہر کی نماز ہوچکی تھی۔ مکرم الحاج سیکرو داؤدہ صاحب نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور جماعت احمدیہ کے متعلق وضاحت سے یوروبا زبان میں تعارف پیش کیا۔ ہر بات مکرم الحاج راجی بصیرو کے دل پر اثر کرتی گئی اور جب بات چیت ختم ہوئی تو مکرم سیکرو داؤدہ صاحب نے بیعت فارم پیش کیا۔ الحاج راجی بصیرو صاحب نے وہ فارم یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہ تو انگریزی میں ہے۔ فرانسیسی زبان میں چاہئے تاکہ میں تمام باتوں کو اچھی طرح سمجھ کر اس پر دستخط کروں۔ چنانچہ انہیں فرانسیسی میں بیعت فارم دیا گیا اور آپ نے دستخط کئے۔ بینن کے اکثر مسلمان مالکی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز ادا کرتے ہیں لیکن حاجی صاحب نے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا شروع کردی۔ جب مقامی امام مسجد کو اس کا علم ہوا تو وہ سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ نیا مذہب کہاں سے لے آئے ہو۔ پھر انہوں نے حاجی صاحب کی والدہ سے شکایت کی۔ جب والدہ صاحبہ کو حاجی صاحب نے خود تفصیل بیان کی تو انہوں نے امام صاحب کو پیغام بھجوادیا کہ میرے بیٹے نے صحیح طریق اختیار کیا ہے۔ چنانچہ مکرم الحاج راجی بصیرو کی نیک اور صالح فطرت نے رنگ دکھایا اور آہستہ آہستہ جماعت کے افراد بڑھنے لگے۔ بعض احمدی احباب جلسے اجتماعات میں نائیجیریا جاکر شامل ہوتے اور بعض معلّمین بینن آکر احمدیوں کی تربیت کرتے رہے۔

1974ء میں بینن کی پہلی احمدیہ مسجد تعمیر ہوئی جو الحاج بصیرو صاحب نے اپنی ذاتی زمین پر تعمیر کی جو مین روڈ پر واقع ہے۔ اس مسجد نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور پورتونووو کے قرب وجوار میں احمدیت پھیل گئی۔ پھر مکرم الحاج راجی بصیرو نے ایک اور مسجد گانیوئے میں تعمیر کردی۔ پھر الحاج سیکرو داؤدہ صاحب نے بھی 3 منزلہ مکان پورتونوو میں تعمیر کیا جو 1988ء سے مشن ہاؤس کے طور پر استعمال ہونے لگا اور اب وہ احمدیہ ہسپتال ہے۔ الحاج راجی بصیرو صاحب نے ایک اَور بڑی قربانی کی اور اپنے ناریل کے باغ میں سے ڈیڑھ ایکڑ زمین برائے عیدگاہ جماعت کو پیش کردی۔

محترم عثمانی صاحب کی کاوش سے احمدیت شمالی علاقہ مانی گیری میں بھی پہنچ گئی اور اس طرح Parako میں احمدیت کا پودا لگا۔

1981-82ء میں ماریشس سے مکرم مولانا شمشیر سوکیہ صاحب مربی بینن مقرر ہوئے۔ آپ نے جماعتی نظام کو بہت مستحکم کیا اور آٹھ سال میں آٹھ مساجد تعمیر کروائیں، بہت سا فرانسیسی لٹریچر شائع کیا۔ اس پر احمدیت کی ترقی کو دیکھ کر مخالفین نے منصوبہ بندی سے ملک کے سربراہ General Mathiou Kere Ko کو غلط رپورٹیں دینی شروع کردیں۔ اس مخالفت میں پورتونووو کے بڑے امام پیش پیش رہے جن کا بیٹا احمدی ہوگیا تھا۔

1988ء کو محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب گورنمنٹ بینن کی دعوت پر تشریف لائے۔ آپ نے جمعہ احمدیہ مسجد Cotono میں ادا فرمایا تو علماء کو ایک اَور بہانہ ہاتھ آگیا اور جنرل ماتھیو کیرے کو بھڑکا کر 1988ء میں مشن سیل کردیا گیا، مربی سلسلہ کو ملک چھوڑنے کا حکم دیا گیا اور کچھ افراد کو پکڑ کر پابند سلاسل کردیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے تمام پڑوسی ممالک کے امراء کو لکھا کہ وہ بینن کے صدر کو خطوط کے ذریعہ بتائیں کہ جماعت احمدیہ کسی کی مخالف نہیں۔ ہر ملک کے قانون کا احترام کرتی ہے۔ اس پر صدر صاحب نے تحقیق کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا۔ کمیشن میں جماعت کی طرف سے مکرم سیکرو داؤدہ صاحب اور دیگر افراد پیش ہوئے۔ جبکہ مخالفین بار بار بلانے کے باوجود نہ آئے۔ چنانچہ کمیشن نے مکمل رپورٹ صدر مملکت کو دی جس پر جنرل صاحب نے جماعت کو باقاعدہ رجسٹرڈ کرکے یہ اجازت نامہ جاری کردیا: "یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت مسلمہ احمدیہ کو باقاعدہ رجسٹرڈ کردیا گیا ہے۔ اس کے افراد ملک میں جہاں چاہیں جسے چاہیں جب چاہیں تبلیغ کرسکتے ہیں اگر کوئی ان کی راہ میں روک ڈالے گا تو وہ قابل گرفت ہوگا"۔ قید ہونے والا اسعادتمند خاندان آتے شیدے آدم کا خاندان تھا جو کہ بوزوں کے رہنے والے ہیں۔

1989ء میں خاکسار آئیوری کوسٹ سے بینن پہنچا اور آٹھ سال وہاں مقیم رہا۔

نائیجیریا میں آغاز احمدیت

روزنامہ "الفضل" ربوہ 28/دسمبر 2004ء میں نائیجیریا میں احمدیت کے آغاز سے متعلق ایک مضمون بقلم مکرم عبدالستار خان صاحب شامل اشاعت ہے۔

نائیجیریا میں احمدی مبلغین کی آمد سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے بعض سعید روحوں کو رؤیا وکشوف کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی اطلاع دیدی تھی جن میں دارالحکومت لیگوس کی ایک مسجد کے امام الفا ایانمو مرحوم نے رؤیا میں مسیح موعود اور مہدی معہود کو دیکھا جنہوں نے فرمایا کہ اگرچہ میں ذاتی طور پر تمہارے ملک میں نہیں آؤں گا لیکن میرا ایک بڑا پیرو آئے گا اور وہ اس ملک کے لوگوں کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرے گا۔......اور جو کوئی اسکی آواز پر ہاتھ میں اپنے قرآن لئے ہوئے لبیک کہے گا وہ پھلے گا اور پھولے گا اور کامیاب ہوگا اور جو کوئی اسکی آواز پر کان نہ دھرے گا وہ تباہ ہوجائے گا۔

1916-17ء میں لیگوس کے چند یوروبا مسلم طلباء قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان پہنچے تو انہیں احمدیہ مشن لندن اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا علم ہوا۔ بعدازاں ان کا قادیان سے بھی رابطہ ہوگیا۔ دوران تعلیم انہوں نے احمدیہ لٹریچر لیگوس بھجوایا اور تعلیم سے فراغت کے بعد قادیان سے باقاعدہ رابطہ رکھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر جب حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ غانا سے بذریعہ جہاز 18/اپریل 1921ء کو نائیجیریا کے صدر مقام لیگوس پہنچے تو وہاں ان دنوں قریباً 35 ہزار مسلمان تھے اور 20 ہزار عیسائی۔ مگر علم، دولت اور تجارت اور سرکاری عہدے سب عیسائیوں کے ہاتھ میں تھے۔ اور جہاں عیسائیوں کے چالیس مدارس تھے وہاں مسلمانوں کا صرف ایک (محمڈن سکول) تھا۔ حضرت مولانا نیّر نے لیگوس کی مختلف مساجد میں لیکچر دیئے اور پھر پبلک لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا جس سے سعید روحیں احمدیت کی طرف آنے لگیں۔ جب آپؓ کو امام "الفا ایانمو" کی خواب کا علم ہوا تو اپنی خوش بختی کا تصور کرکے آپکی آنکھوں میں آنسو گئے۔ اس خواب کی تائید کرتے ہوئے دس ہزار افراد نے بیک وقت بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت مولانا نیّر صاحبؓ نے پرنس الیکو سلطان لیگوس کو بھی ان کے محل میں جاکر احمدیت کا پیغام پہنچایا اور چار ماہ تک دیوانہ وار تبلیغی فرض ادا کرکے اگست 1921ء میں واپس سالٹ پانڈ (غانا) تشریف لے گئے۔ پھر دوبارہ 15 دسمبر 1921ء کو لیگوس پہنچے اور پھر ملک کے دوسرے حصوں میں بھی تبلیغ شروع کی۔ نیز لیگوس میں 11 ستمبر 1922ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام جاری کیا۔ شدید محنت کرنے کی وجہ سے آپؓ قریباً چار ماہ تک بیمار رہے اور گورنمنٹ ہسپتال میں داخل کئے گئے۔ پھر آپ ڈاکٹری ہدایت کے تحت تبدیلی آب و ہوا کے لئے 21 جنوری 1923ء لندن بھجوادیئے گئے۔ آپؓ کے بعد مالی مشکلات کی وجہ سے سالہاسال تک کوئی مرکزی مربی نائیجیریا نہیں بھجوایا جاسکا۔ آخر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر الحاج حکیم فضل الرحمان صاحبؓ نے ستمبر 1929ء کے قریب غانا سے واپسی سے پہلے نائیجیریا کا دورہ کیا۔ پھر حکیم صاحب فروری 1933ء میں قادیان سے روانہ ہوکر لندن، سیرالیون اور غانا میں قیام کرتے ہوئے جولائی 1934ء میں نائیجیریا پہنچے۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی ایک خطرناک اندرونی کشمکش سے دوچار ہوگئے جو بعض لوگوں نے خودساختہ قانون کی بناء پر پیدا کردی تھی۔ معاملہ آخر عدالت تک پہنچا۔ 20 مارچ 1937ء کو اگرچہ آپؓ کے حق میں فیصلہ ہوگیا لیکن اس کے باوجود 1939ء تک حالات مخدوش رہے۔

1940ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر جماعت کی تشکیل نو کی گئی جس کے بعد مکرم حکیم صاحب نے جماعت نائیجیریا کی طرف پوری توجہ دی اور مسلسل جدوجہد سے مشن کو مستحکم بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔ تعلیم الاسلام سکول کے لئے سرکاری گرانٹ منظور کرائی، نئی جماعتیں قائم کیں، لیگوس میں نہایت خوبصورت مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر کیا، آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ "دی لائف آف محمدؐ" کے نام سے تصنیف کی جو مغربی افریقہ کے تمام سکولوں کے نصاب میں شامل ہے۔

جنوری 1945ء میں مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی نائیجیریا بھجوائے گئے جنہوں نے 1947ء میں مشن کا چارج لیا۔ اور (چند ماہ کے وقفہ کے ساتھ) قریباً انیس سال تک وہاں اہم دینی خدمات کی توفیق پائی۔ آپ ہی نے The Truth کے نام سے نائیجیریا مشن کا پہلا ہفت روزہ اخبار جاری کیا جو نائیجیریا میں مسلمانوں کا واحد اخبار ہے۔ آپ نے چھوٹے پمفلٹس بھی کثرت سے شائع کئے۔ نیز الیاس برنی کی کتاب "قادیانی موومنٹ" کا جواب Our Movement کے نام سے لکھا جو ہالینڈ سے شائع ہوا۔ 60-1959ء میں ہوسا قبیلہ کے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں حلقہ بگوش احمدیت میں شامل ہوئے۔ آپ 1964ء میں ربوہ واپس تشریف لائے۔

نومبر 1961ء میں مکرم کرنل محمد یوسف شاہ صاحب مرحوم کے ذریعہ نائیجیریا میں پہلی ڈسپنسری کا قیام عمل آیا۔ 1962ء میں مکرم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب سیرالیون میں میڈیکل مشنری کے طور پر تشریف لے گئے تھے لیکن آب وہوا موافق نہ آنے کی وجہ سے نائیجیریا بھجوادیئے گئے۔ انہوں نے کانو میں احمدیہ کلینک کے نام سے ادارہ کھولا۔ محترم سیفی صاحب کے بعد محترم مولانا شیخ نصیرالدین احمد صاحب امیر مقرر ہوئے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۷/جنوری ۲۰۰۵ء میں شامل اشاعت مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

مسرور کے قدم سے ہوئی سُرَّ مَنْ رَاٰی!
افریقہ کی زمیں! تیری عظمت ہو بے حساب
یہ دَور خسروی تو ہے اِک دَورِ انقلاب
مافات کی تلافی سے راحت ہو بے حساب
قول و عمل میں دلکشی ایمان کی لئے
پھولیں پھلیں جہان میں وسعت ہو بے حساب
شجرِ مسیحِ پاک کی شاخوں میں اے خدا
اثمار و سبزہ زار کی جلوت ہو بے حساب

روزنامہ "الفضل" ربوہ کے سالانہ نمبر 2004ء میں شامل اشاعت مکرم ظفر محمد ظفر صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

خدا کا شکر ہے بے حد کہ کٹ گئی آخر
شبِ دراز شبِ انتظارِ افریقہ
زہے نصیب کہ ہم میں امامِ وقت آیا
خوشا نصیب کہ آئی بہارِ افریقہ
دیارِ حبش میں آکر امانِ جاں پاکر
بڑھا گئے ہیں صحابہ وقارِ افریقہ
خدا کرے کہ لوائے بلالؓ کے نیچے
قرار پائے دل بے قرار افریقہ

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 Friday August 26 , 2005 Issue No. 34

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

خدا کی بات پھر پوری ہوئی

ٹھیک ایک صدی قبل بانیٔ احمدیت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً مطلع فرمایا گیا کہ:

’’جو شخص تیری طرف تیر چلائے گا مَیں اس تیر سے اس کا کام تمام کردوں گا‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 77)

یہ آسمانی خبر قیام جماعت احمدیہ سے اب تک سینکڑوں بار پوری ہوچکی ہے۔ حضرت اقدسؑ نے اپنی وفات سے ایک سال قبل کتاب ’’حقیقۃ الوحی‘‘ شائع فرمائی جو بہت سے نشانوں کا مجموعہ تھی۔ آپ نے دیباچہ میں یہ حقیقت پیش فرمائی کہ:

’’میرے مقابل پر ہر ایک فرشتہ سیرت جب آیا تو وہی مارا گیا۔ جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا۔ جس نے میرے پر بددعا کی وہ بددعا اُسی پر پڑی۔ جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اُسی نے شکست کھائی‘‘۔ (صفحہ2)

حضرت اقدسؑ نے بار بار انتباہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری صداقت زور آور حملوں سے ثابت کردے گا۔ چنانچہ قبل از وقت پیشگوئی فرمائی کہ ؎

اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں
کام وہ دکھلائے گا جیسے ہتھوڑے سے لوہار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

تاریکی کے فرزند اس انذار کے باوجود 94 سال تک مذاق اڑاتے اور خدا کی پاک جماعت کو مخالفت کے تیروں سے چھلنی کرتے رہے حتی کہ مظلوموں کے خون کی گویا ندیاں بہہ نکلیں اور یہ سب مظالم فرعونوں کی سنگینوں کے سائے تلے کئے گئے۔ تب خدائے ذوالجلال نے اکیسویں صدی کے آغاز میں ایسا زبردست زلزلہ بپا کیا کہ ستمگروں کی احمدیت کے خلاف ہر تدبیر ان ہی پر الٹی پڑی جس پر ساری دنیا شہادت دے رہی ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نام نہاد ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ ملتان نے ستمبر 2001ء میں 544 صفحات پر مشتمل ایک کتاب ’’قادیانیت ایک دہشتگرد تنظیم‘‘ کے عنوان سے شائع کی۔ کتاب کیا تھی۔ ملاؤں کے اسلحہ خانہ کا آخری ہتھیار تھا جس کی غرض حکومت اور عوام دونوں کو مشتعل کرکے پاکستانی احمدیوں کو ختم کرنا تھا۔

کتاب کے مصنفین نے افترا پردازیوں کے اس ملغوبہ سے گوئبلز کو بھی شرمات دے دی۔ اور اپنی کتاب کا افتتاح ہی گوئبلز کے اس بدنام زمانہ اصول سے کیا کہ اتنا جھوٹ بولو کہ اس پر سچ کا گمان ہونے لگے۔ ان حضرات نے اس مقصد کی تکمیل میں اپنے ہی مسلک کے اخباروں کے اقتباسات کے انبار لگا دئے ہیں جن کی نسبت اُن کی شریعت کے امیر جناب سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ:

’’اخباروں نے آغاز سے اب تک بڑے بڑے جھوٹ گھڑے ہیں اگر اس جھوٹ کا بوجھ ماؤنٹ ایورسٹ پر پڑتا تو وہ بھی زمین میں دھنس چکی ہوتی‘‘۔ (کتاب سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ 18 مؤلفہ شورش کاشمیری۔ اشاعت 11؍ستمبر 1956ء۔ لاہور)

اب مسیح محمدی کے ربّ ذوالجلال کی قہری تجلی دیکھئے کہ یہ کتاب ستمبر 2001ء میں منظر عام پر آئی اور 11؍ستمبر 2001 کو امریکہ میں انٹرنیشنل ٹریڈ سنٹر پر القاعدہ اور طالبان کے دہشتگردوں نے حملہ کردیا جس سے پوری عمارت آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آگئی اور بہت سی معصوم جانیں لقمۂ اجل ہوگئیں اور یہ بارونق علاقہ آناً فاناً کھنڈرات میں بدل گیا جس کے بعد اسلام کے نام پر دہشتگردی کرنے والی دنیا بھر کی تنظیموں کے خوفناک چہرے سے نقاب اٹھ گیا اور اب دنیا بھر کے غیر مسلم ممالک ہی نہیں پاکستان اور دوسرے مسلم ممالک ان خونخوار بھیڑیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی فکر میں ہیں۔ اس طرح احمدیت پر ’’دہشتگردی‘‘ کا تیر چلانے والے اچھوت بن کر رہ گئے ہیں اور اپنے ہی تیر کا شکار ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ؎

تری تقصیریں ہی تجھ کو لے ڈوبیں گی اے ظالم
لپٹ جائیں گی تیرے پاؤں میں وہ بن کے زنجیریں

❁❁❁❁❁

بوُلہبی کا متحدہ محاذ

اسی ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ نے ’’قادیانیت ہماری نظر میں‘‘ کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی ہے جس کے صفحہ 493 تا 496 میں فخریہ انداز میں قارئین کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ غیر مسلم شخصیات خصوصًا پاکستان کے مسیحی راہنما ’’تحفظ ختم نبوت‘‘ کی سرگرمیوں میں احراریوں کے دوش بدوش سرگرم عمل ہیں۔

اس ضمن میں جیمز صوبے خان صدر پاکستان نیشنل کرسچین کی نسبت بتایا جاتا ہے کہ انہوں نے جنرل محمد ضیاء الحق کو احمدیوں کے خلاف آرڈیننس جاری کرنے پر خراج تحسین پیش کیا اور اپنی مسیحی برادری کی طرف سے تعاون کا یقین دلایا۔

اسی طرح صفحہ 683-684 پر متفقہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ اسلام، قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شاہکار کتاب ’’براہین احمدیہ‘‘ اور دوسرے تمام لٹریچر پر حکومت پاکستان پابندی لگائے اور اسے نذر آتش کرنے کے احکامات جاری کرے۔ اس مطالبہ پر خطیب بادشاہی مسجد (عبدالقادر آزاد)، جنرل سیکرٹری جماعت اہلحدیث (زبیر احمد ظہیر)، مولوی عبدالعلیم قاسمی اور مولوی فتح محمد (مودودی مرکز منصورہ) کے علاوہ درج ذیل مسیحی راہنماؤں کے بھی دستخط ثبت ہیں۔

فادر جیمز جنین مشیر برائے مذہبی امور پوپ پال، الیگزنڈر جان بشپ آف لاہور، فادر برنارڈ پرنسپل سیمنری سینٹ میری لاہور، جے سالک رکن قومی اسمبلی، کنول فیروز وفاقی کونسل برائے اقلیت۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ 25؍ دسمبر 1991ء)

؎
ہے یوں تو مرے رقیبوں میں اختلاف بہت
مرے خلاف مگر اتحاد کتنا ہے

❁❁❁❁❁

فرقہ پرست اور جنونی مولویوں سے اسلام بھی شاکی ہے

پاکستان کے معروف روزنامہ ’’دن‘‘ یکم؍اگست 2005ء کا فکر انگیز اداریہ:

’’علماء، خطباء اور ائمہ کے روپ میں چند کالی بھیڑیں اگر ملکی انتہا پسندی، فرقہ پرستی، تکفیر اور تفسیق کی فتویٰ بازی کے مذموم عمل کے ذریعہ قومی اتحاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہی ہیں تو اُن کی سرکوبی پر یقیناً کسی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ درست ہے کہ طالع آزما نام نہاد مذہبی رہنماؤں نے مسلکی تعصّبات کی دکانداری چمکانے کے مذموم ہدف تک رسائی کی خاطر مساجد کے پلیٹ فارمز کو بھی استعمال کیا ہے۔ مساجد کے وہ منبر و محراب اور مینار جن سے شیریں بیاں واعظوں کی تقاریر جب گونجتیں تو ان کی تاثیر اور سحر کافروں کو بھی مسلمان بنا دیتا۔ یہ کیسے واعظ اور خطیب ہیں جو فروعی مسلکی اور فقہی اختلاف کی بنیاد پر مسلمانوں ہی کو کافر بنا اور بتا رہے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے یقیناً وہ اسلام کی تو کوئی خدمت نہیں کر رہے البتہ فروغ کفر کی تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ سچ ہے ان مٹھی بھر طالع آزما، تنگ نظر اور فرقہ پرست جنونی مولویوں سے اسلام خود شاکی ہے۔ وہ ملک و قوم کو تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کرنا چاہتے ہیں...... یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس قماش اور کینڈے کے اکثر مولوی، ذاکر، واعظ اور مجتہد روح دین اور علم دین کی حقیقت سے بال برابر آشنائی بھی نہیں رکھتے‘‘۔

ملّت کے فدائی، جگر گوشۂ مسیح موعودؑ اور خلافت ثانیہ کے تاجدار سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ملاّ کے چہرہ سے نقاب اٹھاتے ہوئے ٹھیک ہی کہا تھا ؎

کلام یزداں پہ آج مُلّا نے ڈھیروں کپڑے چڑھا رکھے ہیں
کبھی جو تھا زندگی کا چشمہ وہ آج جوہڑ بنا ہوا ہے
تلاش اُس کی عبث ہے واعظ کجا ترا دل کجا وہ دلبر
وہ تیرے دل سے نکل چکا ہے نگاہ مومن میں بس رہا ہے

❁❁❁❁❁

جناب مودودی صاحب کی سیاسی شعبدہ بازیاں فرزند اقبال کی نظر میں

جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال کا ایک نوٹ جو جماعت اسلامی پاکستان کے ترجمان ’’ترجمان القرآن‘‘ نے اکتوبر 2003ء کی اشاعت کے صفحہ 127-128 میں طمطراق کے ساتھ چھاپا ہے۔ جسٹس صاحب مودودی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’سیاست میں ان کا آنا میرے خیال میں کیچڑ میں ملوث ہونے کے مترادف تھا...... مَیں سمجھتا ہوں کہ مولانا مودودی نے جتنا قیمتی وقت سیاست میں دیا اگر اتنا ہی وقت وہ علم کو پروان چڑھانے اور قوم کو فکری رہنمائی دینے میں صرف کرتے تو آج پاکستان کے قومی معاشرت کی درست نہج پر یہ عمارت تعمیر ہوچکی ہوتی۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں علمیت کی کمی ہے تو وہ صرف مولانا مودودی کی جماعت اسلامی کو سیاسی جماعت بنانے کی وجہ سے ہے‘‘۔

❁❁❁❁❁

دہشتگرد ’’صالحین‘‘ کی پیداوار ہیں

جناب مودودی صاحب کا عقیدہ تھا کہ:

’’اشتراکیت کے اصولوں کی اشاعت جہاد ہے‘‘۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم طبع ہفتم صفحہ 72)

برصغیر کے مبصرین کے نزدیک ان کی سیاست نے متکبر اور دہشتگرد ’’صالحین‘‘ ہی پیدا کئے ہیں جس نے مدتوں سے جنوبی ایشیا کا امن وسکون ہی غارت کردیا ہے۔

❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)